عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
انٹرنیشنل
جلد نمبر ۱۰ / شمارہ نمبر ۲۳
KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

اللہ کے سچے دین کی خدمت و دعوت

قیامت تک یہ کام انہیں لوگوں کو کرنا ہوگا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دینِ حق کو مان چکے ہیں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین کی دعوت و خدمت اتنا بڑا کام ہے کہ اس نے ہزاروں پیغمبر اسی مقصد کیلئے بھیجے الغرض نبوت و رسالت ختم ہونیکے بعد دین کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کی تمام تر ذمہ داری ہمیشہ کیلئے اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے سپرد کردی گئی ہے

تحریکِ پاکستان اور قادیانی ○ میں اصولی طور پر پاکستان کا قائل نہیں ○ مرزا محمود کا اعتراف

قادیانی اور قادیان کی زندگی ○ اس زندگی کی اخلاقی پستی کا منظر خود مرزا محمود کی زبانی ملاحظہ فرمائیں

شیطان رشدی کا نانا ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ قادیانی تھا

بھٹو نے دباؤ کے تحت مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا
تحریک ختم نبوت کو کچلنے کیلئے مولانا بنوری کے خلاف اشتہار چھپوائے گئے
آغا شورش کاشمیری کے کہنے پر ہم نے مولانا بنوری کے خلاف اشتہار بند کرا دیئے

اخبار فروش یونین کے بانی مولوی حبیب اللہ کہتے ہیں

انصاف اسلام کا بنیادی پیغام

کوفے میں عدالت کا اجلاس ہو رہا تھا قاضی شریک بن عبداللہ مقدمات کی سماعت کر رہے تھے، عدالت کے باہر اہل مقدمہ کا ہجوم تھا اور دربان انہیں باری باری ایک ایک کر کے اندر بھیج رہے تھے، فریقین قاضی کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنا معاملہ پیش کرتے۔ قاضی صاحب ان کا بیان لیتے۔ ان کی چھان بین کرتے اور حق و عدل کے ساتھ فیصلہ کر دیتے۔

ایک عورت بھی اس ہجوم میں منتظر کھڑی تھی مگر ضعف اس کے چہرے سے صاف صاف نظر آ رہے تھے، انتظار طویل تر ہو گیا۔ وہ تھک کر چور ہو گئی۔ آخر اس نے دور ہی سے باآواز بلند دربان کو اپنی جانب متوجہ کیا اور التجا کی کہ مجھے عدالت میں پیش ہونے کی اجازت دی جائے۔

دربان نے اسے اندر بھیج دیا، قاضی صاحب نے ایک نظر اس پر ڈالی اور پوچھا "بی بی تمہارا کیا معاملہ ہے؟"

"میں قاضی صاحب کے پاس فریاد لے کر آئی ہوں"

"تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟"

"امیر موسیٰ بن عیسیٰ نے"

کیا کہہ رہی ہو امیر المومنین کے چچا نے!

"جی ہاں"

"تفصیل سے بتاؤ قصہ کیا ہے؟"

"دریائے فرات کے کنارے میرا کھجور کا باغ تھا عورت نے کہنا شروع کیا۔ وہ مجھے اپنے باپ سے ورثے میں ملا تھا، میرے بھائیوں نے اسے تقسیم کیا۔ تو میں نے اپنے حصے کی حفاظت کے لئے دیوار بنا دی۔ اور دیکھ بھال کے لئے ایک نوکر رکھ دیا۔ کچھ عرصے بعد عیسیٰ بن موسیٰ نے میرے بھائیوں کے حصے کا مال خرید لیا۔ اور میرے حصے پر حریصانہ نظریں گاڑ دیں۔ اس نے مجھ سے کہا کہ تم بھی اپنے حصے کا باغ بیچ دو۔ لیکن میں نے انکار کر دیا۔ ایک دن امیر چند نوجوان لئے ساتھ میں آیا۔ اور اس دیوار کو ڈھا دینے کا حکم دیا جو میں نے تعمیر کی تھی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ باغ کی حد درگڈمڈ ہو گئی۔ مقصد یہ تھا کہ باغ بیچنے پر آمادہ ہو جاؤں! اے قاضی میں آپ کی خدمت میں اپنا حق لینے آئی ہوں اور میں آپ کے سامنے اعلان کرتی ہوں کہ اپنا باغ امیر کے ہاتھوں ہرگز نہیں بیچوں گی"

قاضی شریک نے لمحہ بھر کے لئے سر جھکایا اور پھر پھر آواز دی "غلام"

"جناب حاضر ہوں"

"مٹی کا ایک ڈھیلا لا"

غلام نے ڈھیلا پیش کر دیا۔ قاضی نے اس پر اپنی مہر لگائی اور غلام سے کہا

"امیر موسیٰ بن عیسیٰ کے یہاں جاؤ" انہیں یہ ڈھیلا دو اور اپنے ساتھ لے کر آؤ"

غلام امیر کے محل پر پہنچا اور قاضی شریک کا جاری کردہ سمن اس کے حوالے کیا، امیر مارے غصے کے لال بھبوکا ہو گیا، آنکھوں سے چنگاریاں جھڑنے لگیں غیظ و غضب میں کبھی مسند پر بیٹھ جاتا کبھی اٹھ کر ٹہلنے لگتا پھر اپنے باڈی گارڈ اور افسر کو طلب کیا اور حکم دیا۔

"قاضی شریک پاس جاؤ" میری طرف سے کہو کہ تم بھی عجیب آدمی ہو، ایک عورت کا بالکل جھوٹا دعویٰ تم نے مان لیا اور مجھے اس کے دوش بدوش کھڑا کرنے کے لئے عدالت میں بلا رہے ہو۔

"امیر محترم میں معافی کا خواستگار ہوں میری جگہ کسی اور کو بھیج دیجئے" افسر نے دست بدست عرض کی

کیا تمہیں اس سے ڈر لگتا ہے جاؤ ابھی جاؤ۔ امیر چیخا۔

قاضی شریک کی عدالت میں افسر حاضر ہوا اور امیر کا پیغام پہنچا دیا۔

قاضی نے باوقار انداز میں حکم دیا "اس شخص کو پکڑ لو اور جیل میں ڈال دو۔

"کیا آپ مجھے قید کر دیں گے گارڈ افسر نے حیرت اور خوف بھرے لہجے میں پوچھا۔

"ہاں میں تمہیں قید کر دوں گا"

"میں تو صرف قاصد ہوں"

امیر کو خبر ملی کہ قاضی نے گارڈ افسر کو جیل بھیج دیا ہے تو اس کا پارہ اور چڑھ گیا۔ اپنا حاجب شریک کی عدالت میں بھیجا۔ اس نے معزز جج سے گزارش کی۔

"وہ گارڈ افسر تو صرف پیغام لے کر آیا تھا اس کا کیا قصور ہے۔ کہ آپ نے اسے جیل میں ٹھونس دیا۔

"غلام قاضی شریک نے آواز دی۔ وہ حاضر ہوا تو کہا کہ اسے بھی اس کے دوست کے ساتھ قید کر دو"

دن ختم ہو چلا تھا امیر حاجب کا بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ جب اسے قاضی صاحب کے رویے کا پتہ چلا تو اس نے کوفے کے بڑے بڑے معزز شہریوں جن میں قاضی شریک کے احباب بھی تھے طلب کئے انہیں سارا قصہ سنایا اور کہا "آپ لوگ قاضی کے پاس جائیں انہیں میرا سلام کہیں اور انہیں بتائیں کہ انہوں نے میری توہین کی ہے" میں عام آدمی نہیں کہ عدالتوں میں حاضری دیتا پھروں"

قاضی شریک کے احباب ان کے یہاں گئے اور امیر کا پیغام پہنچایا

"تم لوگ پھر ایسی بات کہنے آئے ہو" قاضی نے کہا ان لوگوں کو جیل بھیج دو۔

قاضی کے دوست دم بخود رہ گئے انہیں توقع نہ تھی کہ قاضی صاحب اس طرح بے رخی سے پیش آئیں گے بولے ہمارے جرم کیا ہیں؟

"تم لوگ فتنہ ہو حق کی راہ میں مزاحم اور قوانین شریعت کے نفاذ میں رکاوٹ بن رہے ہو۔ تمہاری سزا قید ہی ہو سکتی ہے"

"تو کیا واقعی تم یہ کر گزرو گے"

"ہاں، تاکہ آئندہ کسی ظالم کا پیغام نہ لاؤ"

امیر موسیٰ کو پتہ چلا تو گھڑ سوار دستے لے کر جیل خانہ پہنچ گیا۔ دروازہ کھلوایا اور ان سب قیدیوں کو چھوڑ دیا۔ جنہیں قاضی نے قید کیا تھا

اگلے روز صبح سویرے قاضی شریک کچہری لگائے بیٹھے تھے اور داروغہ حاضر ہوا اور امیر نے جو کچھ کیا تھا اس کی تمام روداد سنا دی قاضی شریک فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور غلام

باقی صفحہ ۲۴ پر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۰ | ۲۹ ربیع الثانی تا ۵ جمادی الاولی [illegible]ھ مطابق ۸ تا ۱۴ نومبر ۱۹۹۱ء شمسی | شمارہ نمبر ۲۳

مدیر مسئول ـــــ عبدالرحمٰن باوا

اس شمارے میں

۱: انصاف اسلام کا امتیازی پیغام ــــــ ۲
۲: حمد باری تعالیٰ ــــــ ۴
۳: نظریۂ پاکستان اور ورلڈ بینک (اداریہ) ــــــ ۵
۴: اللہ کے سچے دین کی خدمت و دعوت ــــــ ۶
۵: فیاضی و سخاوت کے نمونے ــــــ ۸
۶: سونا چاندی کے کاروباری مسائل (دوسری قسط) ــــــ ۹
۷: عمار بن یاسرؓ ــــــ ۱۳
۸: تارک نماز کے لئے وعید ــــــ ۱۳
۹: پسندیدہ عادتیں ــــــ ۱۴
۱۰: تحریک پاکستان اور قادیانی ــــــ ۱۵
۱۱: قادیانی اور قادیان کی زندگی ــــــ ۱۶
۱۲: شیطان رشدی کا نانا قادیانی تھا ــــــ ۱۸
۱۳: جھوٹے نبی کے تحت مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا ــــــ ۱۹
۱۴: اخبار ختم نبوت ــــــ ۲۲
۱۵: چک ۸۷، سرگودھا اور اٹک میں ختم نبوت کانفرنس ــــــ ۲۳
۱۶: فالج اور لقوہ (طب و صحت) ــــــ ۲۴
۱۷: اللہ اور اس کے رسولؐ کی محبت ــــــ ۲۵
۱۸: تیلی کیا ہے کیا نہیں؟ ــــــ ۲۶

سرپرست
شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر
محمد انور

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
قانونی مشیر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

رابطہ دفتر
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب رحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ ۔ پاکستان
فون نمبر 780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ
سالانہ ــــــ ۱۵۰ روپے
ششماہی ــــــ ۷۵ روپے
سہ ماہی ــــــ ۳۵ روپے
فی پرچہ ــــــ ۳ روپے

چندہ
غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر
چیک یا ڈرافٹ بنام "ہفت روزہ ختم نبوت"
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۴۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

پبلشر پرنٹر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا ـــ طابع: ... ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ... کراچی

حمدِ باری تعالیٰ

آتا ہے سکوں دل کو میسّر ترے گھر میں
سب اعلیٰ و ادنیٰ ہیں برابر ترے گھر میں

رہتی نہیں غربت کی شکایت اُسے ہرگز
ہو جاتا ہے آباد جو بے گھر ترے گھر میں

لیتے ہیں اُسے تھام وہیں بڑھ کے فرشتے
کھاتا ہے جو معمولی سی ٹھوکر ترے گھر میں

رکھتے ہیں جو پہچان بقا اور فنا کی !!
چمکاتے ہیں آ کے وہ مقدّر ترے گھر میں

کچھ دیر تو شیطان کی چالوں سے بچیں گے
یہ سوچ کر آ جاتے ہیں اکثر ترے گھر میں

صدیوں سے اُسے چومنے آتا ہے زمانہ
ہے قابلِ صد رشک جو پتھر ترے گھر میں

ہو جائیں جو پُورے بشریّت کے تقاضے
کافر ہے جو لوٹے کبھی جا کر ترے گھر میں

٭ ٭ ٭

نظریۂ پاکستان اور دراب پٹیل

"پاکستان کو ایک سیکولر اسٹیٹ بنانا ہوگا" ـــــ یہ بات گزشتہ دنوں پاکستان کے ایک سابق جج اور حقوق انسانی کے چیئرمین مسٹر دراب پٹیل نے لندن میں ایک بیان میں کہی۔

اس سے قبل مسٹر ایم پی بھنڈارا نے بھی لندن ہی میں ایک بیان میں کہا تھا کہ پاکستان قادیانیوں کو "مذہبی آزادی" حاصل نہیں ہے۔ بھنڈارا کے بیان پر تبصرہ قارئین ملاحظہ فرما چکے ہوں گے۔

مسٹر ایم پی بھنڈارا اور دراب پٹیل دونوں کا تعلق غیر مسلم اقلیتی گروہ سے ہے، دراب پٹیل غالباً پارسی ہیں ـــــ ہمیں ان کے مذہب سے کوئی تعلق نہیں پارسی ہوں، عیسائی یا ہندو۔ لیکن اس بات کی کسی کو بھی اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ پاکستان کی بنیاد اور اس کے نظریات پر ضرب لگائے۔

پاکستان کی آزادی کو چوالیس ۴۴ سال ہوگئے اور پاکستان میں بچہ بچہ یہ جانتا ہے کہ پاکستان کا وجود اسلام سے وابستہ ہے تحریک پاکستان کے وقت یہ نعرہ ہر ایک کی زبان پر تھا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا لا الٰہ الا اللہ

اگر پاکستان کا رشتہ اسلام سے کاٹ دیا جائے تو پاکستان کی کوئی حیثیت نہیں پاکستان کی بنیاد ہی دو قومی نظریہ پر رکھی گئی ہے۔

یہ ہماری شومئ قسمت ہے کہ ملک کے قیام کے فوری بعد قرآن و سنت کا نظام نافذ نہیں کیا گیا۔ بدقسمتی سے اقتدار ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں رہا جنکو اسلام سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ جن کو تھی ان کے راستے میں روڑے اٹکائے گئے۔

اسی طرح شروع ہی سے کلیدی عہدوں پر ہمیشہ قادیانی پرویزی اور لادین گروہ مسلط رہے اور آج بھی ان لوگوں کا قبضہ ہے جو یہاں نفاذ اسلام نہیں چاہتے ان سب کا یہی نصب العین ہے کہ مختلف اوقات میں اسی قسم کے شوشے اخبارات میں چھوڑتے رہیں اور لوگوں کے ذہنوں کو اسلام کے بارے میں خراب کرتے رہیں۔

ہم انہی صفحات میں کئی مرتبہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور آئندہ بھی اس سلسلے میں اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرتے رہیں گے اس وقت اہل وطن کو چاہیئے کہ وہ دراب پٹیل کے اس زہریلے بیان کا نوٹس لیں ایسے لوگوں کو بے نقاب کرنے کی ضرورت ہے۔ دراب پٹیل، قادیانی، کمیونسٹ اور دیگر لادین طبقہ کے لوگ جو ہمارے اردگرد رہتے ہیں اہل وطن ان لوگوں سے ہوشیار رہیں حکومتِ وقت کو بھی چاہیئے کہ وہ ایسے لوگوں کو بے لگام نہ چھوڑیں۔

دراب پٹیل اس سے پہلے بھی بہت کچھ لکھ چکے ہیں خصوصاً قادیانیوں کے حق میں ان کے بیانات اخبارات میں چھپتے رہے ہیں۔

ہمارے خیال میں اگر دراب پٹیل اس ملک کے آئین و قانونِ اسلام اور مسلمانوں کو پسند نہیں کرتے تو بہتر ہے کہ ملک چھوڑ دیں ایسے ملک چلے جائیں جہاں وہ اپنی من مانی زندگی گذار سکیں پاکستان کے مسلمانوں کے لیے ان کی اسلام دشمن اور وطن دشمن سرگرمیاں ناقابل برداشت بن گئی ہیں۔

ہم ایک بار پھر اعلان کرتے ہیں کہ پاکستان ایک سیکولر اسٹیٹ نہیں بن سکتا۔ یہاں صرف اور صرف نظام اسلام چلے گا۔ آج نہیں تو کل ضرور ایک تحریک چلے گی جو یہاں صحیح معنیٰ میں نظام اسلام نافذ کرے گی۔ اور ان تمام اسلام دشمن عناصر کا محاسبہ کرے گی اور یہاں صحیح معنیٰ میں نظام شریعت نافذ کر کے نظریۂ پاکستان کی تکمیل کرے گی۔

اللہ کے سچے دین کی خدمت و دعوت

قیامت تک یہ کام انہیں لوگوں کو کرنا ہوگا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق کو مان چکے ہیں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین کی دعوت و خدمت اتنا بڑا کام ہے کہ اس نے ہزاروں پیغمبر اسی مقصد کیلئے بھیجے۔

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی مدظلہ

جس طرح ہمارے لیے یہ ضروری ہے کہ اللہ و رسولؐ پر ایمان لائیں اور انکے بتلائے ہوئے نیکی اور پرہیزگاری کے اس سیدھے اور روشن راستے پر چلیں جس کا نام "اسلام" ہے اسی طرح ہم پر یہ بھی فرض ہے کہ اللہ کے جو بندے اُس راستے سے بے خبر ہیں۔ یا اپنی طبیعت کی برائی کی وجہ سے اس پر چل رہے ہیں ان کو بھی اس سے واقف کرنے کی اور اس پر چلانے کی کوشش کریں یعنی جس طرح اللہ نے ہم پر یہ فرض کیا ہے کہ اس مقصد کے لیے ہم اس کے دوسرے بندوں میں بھی کوشش کریں۔ اسی کا نام دین کی خدمت اور دین کی دعوت ہے"

اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ کام اتنا بڑا ہے کہ اس نے ہزاروں پیغمبر اس دنیا میں اسی مقصد کے لیے بھیجے۔ اور ان پیغمبروں نے طرح طرح کی مصیبتیں اٹھا کے، اور دکھ سہہ کے دین کی خدمت و دعوت کا یہ کام انجام دیا اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے کوششیں کیں (اللہ تعالیٰ ان پیاروں اور ان کا ساتھ دینے والوں پر بے حساب رحمتیں نازل فرمائے۔

پیغمبری کا یہ سلسلہ خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہوگیا اور اللہ تعالیٰ نے انہیں کے ذریعے اپنے اس خاص فیصلے کا اعلان بھی کرا دیا کہ دین کی تعلیم و دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے لیے آئندہ اب کوئی نیا پیغمبر نہیں بھیجا جائے گا۔ بلکہ اب قیامت تک یہ کام انہیں لوگوں کو کرنا ہوگا جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین حق کو مان چکے ہیں، اور ان کی ہدایت کو قبول کر چکے ہیں۔

الغرض نبوت و رسالت ختم ہونے کے بعد دین کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کی تمام تر ذمہ داری ہمیشہ کے لیے اب حضورؐ کی اُمت کے سپرد کر دی گئی ہے اور در اصل اس امت کی ..... یہ بہت بڑی فضیلت ہے بلکہ قرآن شریف میں اسی کام اور اسی خدمت و دعوت کو اس امت کے وجود کا مقصد بتلایا گیا ہے گویا کہ یہ امت پیدا ہی اس کام کے لیے کی گئی ہے۔

ارشاد ہے۔

كنتم خير امة اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنهون
عن المنكر وتؤمنون بالله

(اے امت محمدؐ) تم ہو وہ بہترین جماعت جو اس دنیا میں لائی گئی ہے انسانوں کی اصلاح کے لیے، تم کہتے ہو نیکی کو اور روکتے ہو برائی سے اور سچا ایمان رکھتے ہو اللہ پر۔ آل عمران

اس آیت سے معلوم ہوا کہ یہ اُمت محمدیہؐ دنیا کی دوسری امتوں اور جماعتوں میں اسی لحاظ سے ممتاز اور افضل تھی کہ خود ایمان اور نیکی کے راستے پر چلنے کے علاوہ دوسروں کو بھی نیکی کے راستے پر چلانے اور برائیوں سے بچانے کی کوشش کرنا اس کی خاص خدمت اور خاص ڈیوٹی تھی اور اسی لیے اس کو "خیر اُمّۃ" قرار دیا گیا تھا۔ اسی سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ یہ اُمت اگر دین کی دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کا یہ فرض ادا نہ کر سکے، تو وہ اس فضیلت کی مستحق نہیں بلکہ سخت مجرم اور قصوروار ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بڑے کام کی ذمہ داری اس کے سپرد کی اور اس نے اس کو پورا نہ کیا۔ اس کی مثال بالکل ایسی ہے کہ کوئی بادشاہ سپاہیوں کے کسی دستہ کو شہر میں اس کام پر مقرر کرے کہ وہ برائیوں اور بدمعاشوں کو روکیں، لیکن وہ سپاہی اس خدمت کو انجام نہ دیں بلکہ خود بھی وہ سب جرائم اور بدمعاشیاں کرنے لگیں جن کی روک تھام کے لیے بادشاہ نے ان کی ڈیوٹی لگائی تھی تو ظاہر ہے کہ یہ مجرم سپاہی انعام یا نوکری پانے کے مستحق تو کیا ہوتے سخت سزا کے قابل ہوں گے بلکہ اگر ان کو دوسرے مجرموں بدمعاشوں سے زیادہ سزا دی جائے تو بیجا نہ ہوگا۔

افسوس! اس وقت اسلامی امت کا حال یہی ہے کہ دین کی خدمت و دعوت اور دنیا کی اصلاح و ہدایت کا کیا ذکر خود ان میں دس پانچ فیصد سے زیادہ ایسے نہیں رہے ہیں جو صحیح معنی میں مومن و مسلم ہوں، نیکیاں کرتے ہیں اور برائیوں سے بچتے ہوں۔ ایسی حالت میں ہمارا سب سے مقدم فرض یہ ہے کہ دین کی دعوت اور اصلاح و ہدایت کا کام پہلے اس اُمت میں کے اُن طبقوں میں کیا جائے جو دین و ایمان اور نیکی و پرہیزگاری کے راستے سے دور ہو گئے ہیں۔

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ جو لوگ اپنے کو مسلمان کہتے اور کہلاتے ہیں خواہ ان کی عملی حالت کیسی ہی ہو، بہرحال

ایمان واسلام کا اقرار کرکے خدا اور رسول اور ان کے دین کے ساتھ ایک قسم کا رشتہ اور ایک طرح کی خصوصیت پیدا کر چکے ہیں اور اسلامی سوسائٹی اور برادری کے ایک فرد بن چکے ہیں۔ اس واسطے ہمارے لیے ان کی اصلاح و تربیت کی فکر بہرحال مقدم ہے جس طرح کہ قدرتی طور سے ہر شخص پر اس کی اولاد اور اس کے قریبی رشتہ داروں کی خبرگیری اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بہ نسبت دوسرے لوگوں کے زیادہ ہوتی ہے۔

اور ایک دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ دنیا کے عام لوگ مسلمانوں کی حالت کو دیکھتے ہوئے اسلام کی خوبی اور بہتری کو کبھی نہیں سمجھ سکتے، بلکہ الٹے اس سے متنفر اور بیزار ہوتے ہیں، ہمیشہ سے عام لوگوں کا یہی طریقہ رہا ہے کہ کسی دین کے ماننے والوں کی حالت اور ان کے اعمال و اخلاق دیکھ کر ہی اس دین کے متعلق اچھی یا بُری رائے قائم کی جاتی ہے۔

جس زمانہ تک مسلمان عام طور سے سچے مسلمان ہوتے تھے اور پوری طرح اسلام کے احکام پر چلتے تھے، دنیا کے لوگ صرف ان کو دیکھ کے اسلام کے گرویدہ ہوتے تھے اور علاقے کے علاقے اور قومیں کی قومیں اسلام میں داخل ہوتی تھیں لیکن جب سے مسلمانوں میں زیادہ تعداد ایسے لوگوں کی ہو گئی جو مسلمان تو کہلاتے ہیں مگر ان کے اعمال اور اخلاق اسلامی نہیں ہیں اور ان کے دل، ایمان اور تقوے کے نور سے خالی ہیں۔ اس وقت سے دنیا اسلام ہی سے بدظن ہو گئی ہے۔

بہرحال ہمیں اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ مسلمان امت کا طرز زندگی اور مسلمان قوم کی عملی حالت ہی اسلام کے حق میں سب سے بڑی شہادت اور گواہی ہے۔ وہ اگر اچھی ہو گی تو دنیا اسلام کے متعلق اچھی رائے قائم کرے گی اور خود بخود اس کی طرف آئے گی، اور اگر وہ بُری ہو گی تو پھر عام دنیا اسلام ہی کو بُرا جانے گی اور پھر ان کو اسلام کی دعوت اگر دی بھی جائے گی، اس کا کوئی اثر نہ ہو گا۔ پس دوسروں میں اسلام کی دعوت کا کام بھی اسی پر موقوف ہے، کہ مسلمان اُمت میں اسلامی زندگی یعنی ایمان اور عمل صالح عام ہو۔ بہرحال اس لحاظ سے بھی یہی ضروری ہے کہ پہلے مسلمانوں ہی کی اصلاح و ہدایت کی فکر کی جائے اور ان میں دینی زندگی کو عام کرنے کے لیے پوری قوت سے جدوجہد کی جائے قرآن شریف میں اس کام کو یعنی دین کی خدمت و دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کی کوشش کو "جہاد" بھی کہا گیا ہے۔ بلکہ "جہاد کبیر" یعنی بڑا جہاد بتلایا گیا ہے۔ اور اس میں کچھ شبہ نہیں کہ اگر یہ کام خلوص اور نیک نیتی کے ساتھ اور محض اللہ کی رضامندی کے لیے کیا جائے تو یقیناً اللہ کے نزدیک یہ بہت بڑا جہاد ہے

بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جہاد صرف اس جنگ کا نام ہے جو دینی اصول و احکام کے مطابق اللہ کے راستہ میں لڑی جائے لیکن صحیح بات یہ ہے کہ دین کی دعوت اور بندگانِ خدا کی اصلاح و ہدایت کے لیے جس وقت جو کوشش کی جا سکتی ہو، وہی اس وقت کا خاص جہاد ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے بعد قریباً بارہ تیرہ برس مکہ معظمہ میں رہے۔ اس پوری مدت میں آپ کا اور آپ کے ساتھیوں کا جہاد یہی تھا کہ مخالفتوں اور طرح طرح کی مصیبتوں کے باوجود خود دین پر مضبوطی سے جمے رہے اور دوسروں کی اصلاح و ہدایت کی کوشش کرتے رہے اور بندگانِ خدا کو خفیہ و علانیہ دین کی دعوت دیتے رہے۔

الغرض اللہ سے غافل اور راستہ سے بھٹکے ہوئے بندوں کو اللہ سے ملانے کی اور صحیح راستہ پر چلانے کی کوشش کرنا۔ اور اس راہ میں اپنا پیسہ خرچ کرنا اور چین آرام قربان کرنا، یہ سب اللہ کے نزدیک "جہاد" ہی شمار ہے۔ بلکہ اس کا "خاص جہاد" یہی ہے۔

اس کام کے کرنے والوں کو آخرت میں جو اجر و ثواب ملنے والا ہے۔ اور نہ کرنے والوں کے لیے اللہ کی لعنت و غضب کے جو خطرے ہیں، ان کا کچھ اندازہ مندرجہ حدیثوں سے ہو سکتا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"جو شخص لوگوں کو صحیح راستہ کی دعوت دے اور نیکی کی طرف بلائے تو جو لوگ اس کی بات مان کر جتنی نیکیاں اور بھلائیاں کریں گے اور ان نیکیوں کا جتنا ثواب ان کرنے والوں کو ملے گا۔ اتنا ہی ثواب اس شخص کو بھی ملے گا۔ جس نے ان کو نیکی کی دعوت دی اور اس کی وجہ سے خود نیکی کرنے والوں کے اجر و ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر بالفرض آپ کی دعوت اور کوشش سے دس بیس آدمیوں کی بھی اصلاح ہوگئی، اور وہ خدا اور رسول کو پہچاننے لگیں اور دینی احکام پر چلنے لگے۔ نمازیں پڑھنے لگے اور اسی طرح دوسرے فرائض ادا کرنے لگے اور گناہوں اور بُری باتوں سے بچنے لگے۔ تو ان چیزوں کا جتنا ثواب ان کو ملے گا اس سب کے مجموعہ کی برابر تنہا آپ کو ملے گا۔ اگر آپ غور کریں تو معلوم ہوگا کہ اس قدر اجر و ثواب کمانے کا کوئی دوسرا راستہ نہیں کہ ایک آدمی کو سینکڑوں آدمیوں کی عبادتوں اور نیکیوں کا ثواب مل جائے۔

ایک دوسری روایت میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔

"اے علی رضؓ! قسم اللہ کی اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت ہو جائے تو تمہارے حق میں یہ اس سے بہتر ہے کہ بہت سے سُرخ اونٹ تمہیں مل جائیں (واضح رہے کہ اہل عرب سُرخ اونٹوں کو بہت بڑی دولت سمجھتے تھے)"

درحقیقت اللہ کے بندوں کی اصلاح و ہدایت اور ان کو نیکی کے راستے پر لگانے کی کوشش، جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا گیا بہت اونچے درجے کی خدمت اور نیکی ہے اور انبیاء علیہم السلام کی خاص وراثت اور نیابت ہے، پھر دنیا کی کسی بڑی سے بڑی دولت کی بھی اس کے مقابلے میں کیا حقیقت ہو سکتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور حدیث میں لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے کام کی اہمیت کو ایک عام فہم مثال کے ذریعہ بھی سمجھایا ہے۔ آپ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ:-

"فرض کرو ایک کشتی ہے جس میں نیچے اوپر دو درجے ہیں، اور نیچے کے درجے والے مسافروں کو پانی اوپر کے درجہ سے لانا پڑتا ہے جس سے اوپر والے مسافروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور وہ ان پر ناراض ہوتے ہیں تو اگر نیچے والے مسافر اپنی غلطی اور بیوقوفی سے نیچے ہی سے پانی حاصل کرنے کے لیے کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگیں، اور اوپر کے درجہ والے ان کو اس غلطی سے روکنے کی کوشش نہ کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ کشتی سب ہی کو لے کر ڈوب جائے گی اور اوپر والے مسافروں نے سمجھا بجھا کر نیچے کے درجہ والوں کو اس حرکت سے روک دیا تو وہ ان کو بھی بچا لیں گے اور خود بھی بچ جائیں گے، حضورؐ نے فرمایا۔

"بالکل اسی طرح گناہوں اور برائیوں کا بھی حال ہے، اگر کسی جگہ کے لوگ جہالت کی باتوں اور گناہوں میں مبتلا ہوں اور وہاں کے نیک اور سمجھدار قسم کے لوگ ان کی اصلاح و ہدایت کی کوشش نہ کریں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ ان گناہ گاروں اور مجرموں کی وجہ سے عذاب نازل ہوگا اور پھر سب ہی اس کی لپیٹ میں آجائیں گے اور اگر ان کو گناہوں اور برائیوں سے روکنے کی کوشش کری گئی تو پھر سب ہی عذاب سے بچ جائیں گے"۔

ایک اور حدیث میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید کی ساتھ اور قسم کھا کے فرمایا۔

"اس اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، تم اچھی باتوں اور نیکیوں کو لوگوں سے کہتے رہو اور برائیوں سے ان کو روکتے رہو، یاد رکھو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو بہت ممکن ہے کہ اللہ تم پر کوئی سخت قسم کا عذاب مسلط کر دے اور پھر تم اس سے دعائیں

باقی صفحہ ۱۲ پر

فیاضی و سخاوت کے نمونے

پروفیسر سید محمد اجتباء ندوی، الٰہ آباد

خلیفہ راشد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا مبارک عہد ہے دعوت و تبلیغ اور جہاد کے لئے شام و روم اور عراق و ایران کی جانب بھیجی ہوئی فوجیں اور مسلمانوں کے وفد انتہائی کامیابی کے ساتھ آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ لوگ جوق در جوق اسلام قبول کر رہے ہیں۔ دعوت کی راہ میں حائل ہونے والے عناصر شکست پر شکست کھا کر پیچھے ہٹتے جا رہے ہیں۔ ایران کی سلطنت سمٹتے دیکھ کر وہاں کے فوجی سربراہوں اور سربرآوردہ لوگوں نے اپنا بادشاہ تبدیل کر کے مشہور سپہ سالار رستم کی سپردگی میں ایک زبردست لشکر تیار کرنا شروع کیا تاکہ مسلمانوں سے فیصلہ کن جنگ لڑیں۔ حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ کی قیادت میں اسلامی لشکر عراق و ایران کے محاذ پر تھا۔ یہ خبر ملتے ہی امیر المومنین حضرت عمرؓ کو صورت حال سے باخبر کیا گیا اور مزید کمک کا مطالبہ کیا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خود ایک لشکر کے ساتھ ایرانیوں سے جنگ کا قصد فرمایا۔ مگر حضرت عباسؓ بن عبد المطلب اور دوسرے اکابر صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ کسی جلیل القدر جنگی تجربہ رکھنے والے صحابیؓ کی سربراہی میں لشکر روانہ کیجئے۔ چنانچہ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی قیادت میں لشکر روانہ ہوا۔ اور قادسیہ میں ایرانی لشکر سے چار روز تک خونریز جنگ ہوئی۔

آخری دن ایرانیوں کا سپہ سالار رستم اور اس کے معتمد اور جانباز سپاہی قتل کر دیئے گئے اور ایرانیوں کو عبرتناک شکست ہوئی اور دوبارہ وہ کسی بڑے مقابلہ کی ہمت نہیں کر سکے۔ اس جنگ قادسیہ میں ایرانیوں نے اپنے بڑے سرداروں، شاہزادوں اور اعیانِ سلطنت کو بھیجا تھا ان کے ساتھ ٹرازر و مال اور اسباب و دولت تھی اور وہ سب مسلمانوں کو غنیمت کے طور پر حاصل ہوئی۔ اس سے قبل اتنا مالِ غنیمت نہیں حاصل ہوا تھا۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے فوجیوں کے حصے تقسیم کئے اور پانچواں حصہ بیت المال میں داخل کرانے کیلئے مدینہ روانہ کر دیا۔ امیر المومنین کے سامنے پانچواں حصہ رکھا گیا تو وہ حیرت زدہ ہو گئے۔ کسریٰ کا موتیوں اور ہیروں کا جڑا ہوا تاج۔ سونے میں پروئے ہوئے کپڑے کسریٰ کے دو
کے دونوں کنگن جس کے جیسا آنکھوں نے کبھی نہ دیکھا تھا اور بہت سارے سونے چاندی اور جواہرات تھے۔ آپؓ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی اس سے اس قیمتی خزانے کو الٹتے پلٹتے رہے اس کے بعد اپنے ہم نشینوں سے فرمایا:۔

جن لوگوں نے اتنا بڑا خزانہ یہاں تک پہنچایا ہے وہ یقینی طور پر امانت دار لوگ ہیں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا۔ امیر المومنین آپ نے پاکبازی اور بے نیازی برتی تو آپ کی رعایا پاکباز اور بے نیاز بن گئی اگر آپ بداحتیاطی کرتے تو وہ بھی وہی راہ اختیار کرتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آسمان کی طرف سر اٹھا کر کہا کہ۔ اے پروردگار عالم، تو نے یہ خزانہ اپنے رسولؐ کو عطا نہیں کیا حالانکہ وہ تجھ کو مجھ سے کہیں زیادہ محبوب اور معزز تھے۔ اور تو نے ابو بکرؓ کو یہ نہیں دیا حالانکہ وہ بھی تجھے مجھ سے زیادہ پسندیدہ اور محترم تھے۔ اور تو نے مجھے عطا کر دیا میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تو مجھے آزمائش میں ڈال دے اور اس سے مجھے سزا ملے اس کے بعد آپ مجلس سے اٹھنے سے پہلے پہلے تمام خزانوں اور مال و جواہر کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ تیمیؓ چوتھے شخص تھے جنہوں نے مکہ مکرمہ میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر لبیک کہی قریش کے باوقار اور قابلِ احترام اور کامیاب تاجر و دولتمند تھے مگر قریش کی اذیت، تکلیف دہی اور اہانت و ذلت سے نہ بچ سکے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ انہیں بھی سخت ایذائیں پہنچائی گئیں مگر قدم میں لغزش پیدا نہ ہوئی۔ اور ایمان پر قائم رہ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کی عظیم الشان خدمات انجام دیں۔ اور جنت کی بشارت سنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی فیاضی اور غیر معمولی سخاوت کی بنا پر انہیں طلحۃ الخیر اور طلحۃ الجود کا خطاب عطا فرمایا کیونکہ وہ بڑی فیاضی سے خدا کی راہ میں خرچ کرتے تھے اور فقیروں، مسکینوں

باقی صفحہ ۲۶ پر

سچے امانت دار تاجر انبیاء کرام صدیقین اور شہداء کے ساتھ اُٹھائے جائیں گے

سونا چاندی اور اس کے زیورات کے کاروباری مسائل

قرآن و سُنّت کی روشنی میں

عبدِ ضعیف شمیم احمد عرض کرتا ہے کہ آج مجھے زیورات کا کاروبار کرتے ہوئے کم و بیش تقریباً بارہ سال ہو گئے۔ لیکن پچھلے سال یہ بات علم میں آئی کہ دین کی رو سے "سونے چاندی کی خرید و فروخت اُدھار حرام ہے۔" اس وقت یہ بات ہمارے ایک کاروباری ساتھی نے بتائی تھی جس کو ہم نے قابلِ توجہ نہیں سمجھا جو کہ سراسر نالائقی تھی۔ کچھ دن پہلے ہمارے کاروبار سے متعلق اخبارِ جنگ میں مفتی عبدالسلام صاحب کا ایک مضمون چھپا، جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیثِ مبارکہ نقل کی گئی جس کا مفہوم کم و بیش یوں تھا کہ پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب ان کا جنس کے ساتھ جنس کا تبادلہ ہو تو کمی بیشی سُود میں شمار ہوتی ہے۔ ان پانچ چیزوں میں سونا چاندی بھی شامل ہے... اور ہم یہ جانتے ہیں کہ جب زیورات کے بدلے زیورات کا تبادلہ ہوتا ہے تو ہم اس چیز کا اہتمام بالکل نہیں کرتے۔ صاحبو! یہ پڑھ کر کچھ تشویش ہوئی کہ کاروبار سے متعلق دین کے احکامات معلوم ہوں۔ اس کے بارے میں اپنے کچھ احباب سے مشورہ ہوا تو یہ طے ہوا کہ نہ صرف یہ احکامات معلوم کیے جائیں بلکہ نفعِ عام کے لیے کتابی شکل میں شائع کیا جائے۔ اس سلسلے میں ترتیب یہ بنی کہ کاروبار سے متعلق جن جن احباب کے ذہن میں جو سوال ہے وہ جمع کر کے ہمیں دے دیں تاکہ اس بارے میں ان طریقوں کا جائز یا ناجائز ہونا معلوم کیا جا سکے۔ اس سلسلے میں میں نے اپنے مرشد شیخ مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم سے مشورہ کیا تو حضرت والا نے میری کافی حوصلہ افزائی کی اور مجھے مفتی محمد عبدالسلام صاحب دامت برکاتہم کے پاس بنوری ٹاؤن بھیجا۔ جہاں سے یہ سارے جوابات حاصل کیے گئے ہیں۔ اس سلسلے میں اگر محترم بھائی ممتاز احمد صاحب (روبی جیولرز) اور بھائی ممتاز نعیم صاحب (الاعظم جیولرز) کی محنتوں کا تذکرہ کیا جائے تو یہ زیادتی ہوگی۔ ان احباب کی کوششوں، محنتوں اور دعاؤں کا ایک کتاب کو شروع کرنے میں سو فیصد حصہ ہے۔ خدا سے دُعا ہے کہ اس کتاب کو ہم سب کیلئے نافع بنائے اور ہم سب کو حرام سے بچا کر حلال حاصل کرنے والا بنائے۔ اور آخر میں بندہ ناچیز شمیم احمد اور جناب بھائی ممتاز احمد اور بھائی ممتاز نعیم التماسِ دعا کرتے ہیں کہ ہم سب محتاجِ دعا ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو ہم سب کیلئے اور ہمارے والدین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے اور اس سعی کو قبول فرمائے۔ آمین

الجواب باسمہ تعالیٰ

اس طرح بچت اور نقصان کا ذمہ دار کاریگر کو ٹھہرانا درست نہیں بلکہ کاریگر تو امین ہوتا ہے اور امین پر ضمان نہیں آتا لہٰذا مقررہ شرح سے اگر نقصان زیادہ ہُوا تو زیورات کا مالک اس نقصان کو پُورا کرنے کا ذمہ دار ہے، اور اگر نقصان کم ہُوا تو بچت کا حق دار زیورات کا مالک ہے۔

وضاحت: مذکورہ صورت میں بچت اور نقصان کی صُورت میں ضائع شدہ ذرات جو کہ کسی بھی وقت یا کسی بھی صورت میں قابلِ استعمال ہیں اس کے حق دار زیورات کے مالک ہیں نہ کہ کاریگر۔

الاستفتاء

چھیجت کی مقررہ شرحوں میں ایک بات یہ بھی ہے کہ بہت سے زیورات ایسے بھی ہوتے ہیں جن میں گھٹت بالکل نہیں ہوتی مگر دی جاتی ہے اور کچھ زیور ایسے بھی بنتے ہیں جن میں گھٹت ہوتی ہے مگر نہیں دی جاتی۔ دونوں صورتیں بازار میں مقرر ہیں۔ اس کی کیا صُورت ہے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

جن صورتوں میں زیورات کی تیاری میں گھٹت نہیں ہوتی۔ ان میں گھٹت کا تعین جائز نہیں۔

اور جن زیورات میں گھٹت ہونا یقینی ہے اس میں گھٹت کا تعین ضروری اور واجب ہے ورنہ معاملہ ناجائز ہو جائے گا۔

۹: ٹانکے کا مسئلہ

زیور بنانے کے لئے سونے کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو جوڑ کر مختلف چیزیں تیار کی جاتی ہیں۔ جوڑنے کے لئے ٹانکہ استعمال ہوتا ہے جو کہ ضروری ہے۔ ٹانکہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایسا سونا یا ایسی دھات جو زیور کے سونے سے پہلے پگھل جائے اور ۲ ٹکڑوں کو آپس میں جوڑ دے۔ ٹانکہ بنانے کے لئے سونے میں مزید ملاوٹ کرنی پڑتی ہے جو زیورات جوڑنے کے بعد ان میں موجود رہتی ہے۔ کاریگر حضرات سے جب

زیورات لئے جاتے ہیں تو مکمل وزن کر کے لئے جاتے ہیں اور ان کے بدلے پورا سونا دیا جاتا ہے۔

نظریہ یہ ہوتا ہے کہ ٹانکہ کے بدلے کا سونا زیور بنانے کی چھیجت کے طور پر دیا جا رہا ہے۔

ٹانکہ کی دوسری قسم بھی ہوتی ہے کوڈمیم (CADMIUM) ایک قسم کی دھات ہے جس کی تھوڑی مقدار سونے میں ملانے سے حسب ضرورت ٹانکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ زیور بنانے کے لئے بہت سے لوگ مذکورہ ٹانکہ استعمال کرواتے ہیں اور چھیجت کی مد میں مقررہ شرح سے کاریگر کو اضافی سونا دیتے ہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

ٹانکہ خواہ سونے کا ہو یا دوسری قسم کی دھات کا دونوں کے لئے مسئلہ یہ ہے کہ ٹانکہ میں اگر غالب سونے کی مقدار ہے تو اس کا حکم سونے کا ہے۔ لہٰذا زیورات اور ٹانکے ملا کر سونے کی مجموعی مقدار کے مقابلہ میں ہم وزن خالص سونا کا لینا اور دینا یا اس کی قیمت وصول کرنا، دونوں امر جائز ہیں۔

اگر ٹانکے میں غالب سونے کی جگہ دوسری قسم کی دھات ہے تو اس کے بدلہ میں سونا اور دھات جس طرح فریقین راضی ہوں، لینا دینا جائز ہے۔

مثلاً دس تولہ سونے کے زیورات میں دس ماشے دوسری دھات کے ٹانکے لگے ہیں تو دس تولہ سونے کے عوض ہیں، دس تولہ سونا اور دس ماشے دوسری دھات کی قیمت میں دس ماشے خالص سونا لینا بھی جائز ہے یا ملاوٹ والا سونا لیں یا دھات، دوسری دھات کی قیمت وصول کریں یہ بھی جائز ہے۔

۱۰: تیار کام کی خرید و فروخت

الاستفتاء

بہت سے لوگ اپنی رقم لگا کر مکمل زیورات تیار کرنے کا کام کرتے ہیں۔ ان زیورات میں اصلی جواہرات یا نقلی نگینے جڑے ہوتے ہیں۔ کچھ زیورات بغیر نگینہ کے ہوتے ہیں یعنی سادہ ہوتے ہیں۔

تیار زیورات عام طور بنانے والے لوگ دوکانداروں کے ہاتھ فروخت کرتے ہیں۔ ان کے لین دین کا مروجہ طریقہ یہ ہے کہ تمام زیورات کُل وزن کی بُنیاد پر فروخت کئے جاتے ہیں۔

کُل وزن کے بدلے خالص سونا لیا جاتا ہے اور مزدوری بھی وزن کے حساب سے مقرر ہوتی ہے۔ عام طور پر فروخت کرنے والے کو خالص سونا اور رقم حاصل ہوتی ہے اس کا تصور یہ ہے کہ کل وزن کے بدلے جو خالص سونا مل رہا ہے وہ زیور میں موجود ملاوٹ شدہ سونا اس کی چھیجت اور نگینوں کی قیمت کے عوض بنتا ہے۔ اور نقد رقم مزدوری کے بدلے مل رہی ہے۔

واضح رہے کہ مزدوری کی رقم کا تعین نگینوں کی عمدہ یا ناقص اقسام اور کام کی عمدہ بناوٹ اور خوبصورتی کی بُنیاد پر کیا جاتا ہے۔

معلوم یہ کرنا ہے کہ ملاوٹ شدہ سونے کے بدلے خالص سونا اور نگینوں کے بدلے خالص سونا لینا ازروئے شرع کیا حیثیت رکھتا ہے۔

اس کے علاوہ اس لین دین میں اُدھار بھی چلتا ہے، مثلاً آج مال لے لیا، وزن لکھ لیا اور اس کے بدلے سونا کچھ دنوں کے بعد وعدہ کے مطابق دے دیا۔ مزدوری کی رقم بھی یا تو نقد دے دی یا وہ بھی بعد میں ادا کی۔

مال لیتے وقت کوئی بھاؤ طے نہیں کیا جاتا کیونکہ وزن کے بدلے سونا ہی دیا جاتا ہے لہٰذا بھاؤ کے اُتار چڑھاؤ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس طرح کا اُدھار لین دین کیسا ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

تیار کام کی خرید و فروخت میں خالص سونا کے بدلہ میں ملاوٹ والا سونا جس میں سونا غالب ہو لینا، جب کہ دونوں کا وزن برابر ہو جائز ہے اور خالص سونا لینا بھی جائز ہے۔ البتہ اس میں اُدھار بالکل جائز نہیں ہے۔

۱۱: میناکاری والے زیورات

الاستفتاء

کچھ زیورات پر میناکاری کی جاتی ہے۔ مینا ایک خاص قسم کا رنگدار شیشہ ہوتا ہے جس کو باریک پیس کر سونے پر چپکایا جاتا ہے اور بیل بُوٹے بنائے جاتے ہیں۔ ان زیورات کے لین دین میں بھی پورے وزن کے بدلے سونا دیا جاتا ہے، یعنی مینا کا وزن کاٹ کر نہیں دیا جاتا۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

جس زیور میں میناکاری کی گئی ہے اور اس میں سونا غالب ہے تو سونا اور میناکاری کے مجموعی وزن کے برابر خالص سونا لینا جائز ہے۔

۱۲: سونا قرض لینا

الاستفتاء

عام طور پر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص سے کچھ مقدار میں سونا قرض لیتا ہے۔ معاملہ یہ ہوتا ہے کہ لینے والا اپنے وعدہ کے

مطابق اتنی ہی مقدار میں سونا واپس کرے گا اس پر کوئی سُود یا منافع نہیں دیگا۔
مثلاً ۱۰ تولہ خالص سونا لیا تو ۱۰ تولہ خالص سونا واپس دیا جائے گا۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

سونے کا قرض جائز ہے۔

۱۳: شراکت و دیگر کاروباری مُعاہدے

الاستفتاء

سونا یا سونے کے زیورات کا کاروبار شراکت میں کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

جائز ہے جب کہ کوئی شرط فاسد نہ ہو۔

الاستفتاء

برابری کی بُنیاد پر کاروبار ہونا ضروری ہے یا دیگر طریقوں سے کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

برابری کے ساتھ بھی جائز ہے اور کمی و بیشی کی صُورت میں بھی جائز ہے۔

الاستفتاء

اگر ایک فریق کا سرمایہ کم اور دُوسرے فریق کا زیادہ ہو تو کیا نفع اور نقصان کو حسبِ سرمایہ تقسیم کیا جا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

ہاں اس طرح بھی جائز ہے۔

الاستفتاء

ایک فریق کا سرمایہ کم اور دُوسرے فریق کا سرمایہ زیادہ، محنت برابر کی تو کیا کم سرمایہ والے کو محنتانہ کے طور پر علیحدہ سے طے کر کے کچھ رقم دی جاسکتی ہے یا نہیں۔ بقیہ نفع و نقصان حسبِ سرمایہ تقسیم کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

ہاں اس طرح کرنا بھی جائز ہے۔

الاستفتاء

شراکتی کاروبار کرنے میں زکوٰۃ کی ادائیگی کس کے ذمّہ واجب ہے آیا شراکتی فرم پر یا ہر حصّہ دار اپنے سرمائے پر خود زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

ہر شریک اپنے سرمائے اور منافع کی زکوٰۃ ادا کرنے کا ذمہ دار ہے نہ کہ فرم۔ البتہ شرکاء اگر یہ طے کرلیں کہ فرم سے زکوٰۃ دے دی جائے تو یہ بھی جائز ہے۔ البتہ بہتر یہی ہے کہ ہر شریک اپنے حصّے کی زکوٰۃ خود ادا کرے۔

۱۴: مضاربت

یعنی ایک فریق کا سرمایہ دُوسرے فریق کی محنت۔ نفع و نقصان میں شراکت باہمی رضامندی سے مساوی۔

الاستفتاء

کیا سونے کے زیورات کے کاروبار میں مضاربت جائز ہے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

جائز ہے۔

الاستفتاء

فریقِ ثانی یعنی محنت کرنے والا نقصان میں شریک ہوگا یا نہیں۔ مثلاً اگر کاروبار میں نقصان ہوتا ہے تو کیا محنت کرنے والا اس نقصان کو پُورا کرے یا اس کے پاس رقم نہ ہو تو نقصان کی رقم محنت کرنے والے کے نام میں لکھ دی جائے اور آئندہ نفع میں سے منہا کرلی جائے۔

الجواب باسمہٖ تعالیٰ

مضاربت میں رب المال اور محنت کار دونوں نفع و نقصان کے ذمّہ دار ہوتے ہیں البتہ اس کی نوعیت میں فرق ہوتا ہے۔

مثلاً سرمایہ کار نے دس ہزار رُوپے لگائے محنت کار نے اس میں محنت کی اور اس پر کسی مہینہ میں ایک ہزار منافع ہُوا جس کو فریقین نے نصف نصف تقسیم کرلئے تو جائز ہے۔

یا منافع کم ہُوا پانچسو رُوپے منافع ملا تو دونوں پانچسو رُوپے میں شریک ہوگئے ہر ایک کو ۲۵۰ روپے منافع ملا تو اس طرح بھی جائز ہے

یا ایسا ہوا کسی مہینہ میں منافع بالکل نہیں ملا، تو نقصان دونوں کا ہُوا۔ سرمایہ کار کا نقصان اس طرح ہُوا کہ منافع نہیں ملا اور محنت کار کا نقصان یہ ہُوا کہ محنت ضائع ہوگئی ایک پیسہ بھی نہیں ملا۔

یا کاروبار میں نقصان زیادہ ہُوا سرمایہ میں سے بھی کچھ کم ہوگیا تو اصل

سرمایہ میں نقصان کو سرمایہ کار اصل کا نقصان قرار دیا جائے گا۔ اور منافع نہ ملنے کو محنت کار کا۔ ایسا نہیں ہوگا کہ اصل سرمایہ میں جتنا نقصان ہوا اس کا نصف محنت کار بھی برداشت کرے۔ کیوں کہ اس کی محنت کا ضیاع اپنی جگہ بہت بڑا نقصان ہے۔

الاستفتاء

زکوٰۃ کی ادائیگی کس پر واجب ہے۔ سرمایہ والے فریق پر یا دونوں فریقین پر مساوی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ منافع اگر مساوی تقسیم ہوتا ہے تو زکوٰۃ بھی مساوی طور پر دونوں فریقین کو دینی چاہئے۔

از روئے شرع مساوی طور پر زکوٰۃ ادا ہوگی یا فریقین اپنے اپنے CAPITAL کے مطابق خود زکوٰۃ دینے کے ذمہ دار ہوں گے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

زکوٰۃ ہر صاحبِ نصاب مالدار یعنی جس کی ملکیت میں جس قدر مال ہوتا ہے وہ اگر بقدر نصاب ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے لہٰذا سرمایہ والے پر بقدر سرمایہ اور منافع میں اس کے حصے پر زکوٰۃ کا واجب ہونا تو ظاہر ہے البتہ مضارب اور کاروبار کرنے والے کے ذمہ زکوٰۃ تب واجب ہوگی۔ منافع میں اس کو اتنا حصہ ملا ہے کہ وہ بقدرِ نصاب ہے اور اس پر سال گزرنے کے بعد مضارب کے ذمہ زکوٰۃ واجب ہوگی، سرمایہ والے پر کل سرمایہ پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مضارب اس میں قطعاً شریک نہیں ہوتا مضارب پر صرف منافع میں سے اپنے حصے پر زکوٰۃ آئے گی وہ جب اس کا حصہ بقدر نصاب یا اس سے زیادہ ہو ورنہ اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۱۵: شراکتی کاروبار کا ایک نیا طریقہ رواج پا رہا ہے

الاستفتاء

ایک فریق پہلے سے کاروبار کر رہا ہے وہ دوسرے فریق کو پیشکش کرتا ہے کہ کچھ مقدار میں سونا میرے کاروبار میں لگا دیا جائے۔ فریق اول یہ سونا لے کر اپنے کاروبار میں لگانے والا فریق ثانی یعنی سونا دینے والے کو ماہانہ کچھ رقم بطور منافع کے دیتا ہے۔ منافع کی رقم پہلے سے طے شدہ ہے۔ مثلاً پہلے مہینہ ۳۰۰۰/= تو آئندہ ۳۵۰۰/= یا آئندہ ۴۵۰۰/=۔ فریق ثانی کا سونا اپنی مقدار میں قائم رہتا ہے وہ جب چاہے اپنا سونا طلب کر سکتا ہے۔ اس طرح کے کاروبار کی شرعاً کیا حیثیت ہے۔ جب کہ نفع و نقصان کی تمام تر ذمہ داری فریق اول پر ہے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

اس طرح کی شراکت جائز نہیں ہے۔

۱۶: سونے کا زیور رہن رکھ کر قرض دینا

اکثر اوقات زیور کو رہن رکھ کر قرض لیا جاتا ہے۔

زیور کی قیمت لگائی جاتی ہے اور اس کے عوض رقم دے دی جاتی ہے۔ قرض خواہ کی طرف سے یہ شرط ہوتی ہے کہ مقررہ مدت تک رقم واپس نہ کرنے کی صورت میں زیور فروخت شدہ تصور کیا جائے گا۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

زیورات کو رہن رکھ کر قرض لینا جائز ہے۔

پھر جب وقتِ مقررہ پر قرض ادا نہیں کرے گا تو زیورات کو رہن کے قرض میں وصول کر سکتا ہے۔

الاستفتاء

دوسری صورت ہوتی ہے کہ زیور کی قیمت نہیں لگائی جاتی بلکہ علی الحساب بطور قرض رقم دے دی جاتی ہے۔ بعد میعاد کے اگر قرضدار رقم ادا نہ کر سکے تو زیور کو فروخت کر کے رقم لے لی جاتی ہے۔ اگر زیور کی قیمت زیادہ ہو تو قرض دار کو زائد رقم دے دی جاتی ہے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

یہ دوسری صورت بھی جائز ہے۔

۱۷: ایڈوانس لیکر زیورات کا آرڈر لینا

الاستفتاء

زیورات کے آرڈر کی صورت میں کچھ رقم بطور زرِ بیعانہ گاہک سے لے لی جاتی ہے اور سونے کا بھاؤ طے کر لیا جاتا ہے۔ جب گاہک مال لینے کے لئے آتا ہے تو اس کو طے شدہ بھاؤ سے سونے کی قیمت لگا کر مال دیا جاتا ہے اور باقی رقم لے لی جاتی ہے۔ ادائیگی کے وقت سونے کا بھاؤ اس طے شدہ بھاؤ سے اکثر کم یا زیادہ ہوتا ہے۔

الجواب باسمہ تعالیٰ

پیشگی رقم اور بیعانہ دے کر زیورات بنانے کا آرڈر دینا جائز ہے۔

شخصیات

اوّلین مسجد کا معمار — عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ

بعضوں کا خیال ہے کہ حضرت عمارؓ ان لوگوں میں سے تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے مگر بعض اس سے مختلف ہیں۔ مدینہ کی ہجرت کا حکم ہوا تو حضرت عمارؓ بھی روانہ ہوئے اور اس سرزمین قدس میں پہنچ کر حضرت مبشر بن عبدالمنذر کے مہمان ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں ان کے مواخات حضرت حذیفہ بن یمان الانصاری سے کرا دی اور مستقل سکونت کے لئے ایک قطعہ زمین مرحمت فرمایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پہنچے تو حضرت عمارؓ نے خیال کیا کہ سید عالم کے لئے ایک ایسے مکان سے چارہ نہیں ہے کہ جب آپ اپنے قیلولہ سے فارغ ہو کر اٹھیں تو اس کے سائے میں تشریف فرما ہوں۔ اور وہاں نماز پڑھیں چنانچہ آپ نے پتھر جمع کئے اور مسجد قبا کی تعمیر کی یہ مدینہ کی سب سے پہلی مسجد تھی جو حضرت عمارؓ کے ہاتھ سے انجام پائی۔

ہجرت کے چھ، سات ماہ بعد مسجد نبوی کی بنیاد ڈالی گئی تو حضرت عمارؓ نے اس میں بھی حصہ لیا۔ اکثر اینٹ گارا لا کر دیتے تھے اور یہ زبان پر یہ رجز جاری تھا۔

"ہم مسلمان ہیں۔ ہم مسجد بناتے ہیں۔"

سب لوگ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے اور حضرت عمارؓ دو دو اینٹ اٹھاتے۔ ایک دفعہ اس حالت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرے تو آپ نے ان سے ازراہ شفقت فرمایا:۔

"اے عمارؓ! سنو! تم کو باغی فرقہ قتل کرے گا۔"

اور تم اہل جنت میں سے ہو۔

ایک بار تب کسی نے ان پر اتنا بوجھ لاد دیا کہ لوگوں کو خیال ہوا۔ آج عمار نہ بچیں گے۔ وہ اس سے پہلے بھی تکلیف شاقہ کی شکایت کر چکے تھے۔ آنحضرتؐ نے یہ سن کر کچھ اینٹیں اتار کر پھینک دیں۔ اور ارشاد ہوا۔ افسوس! ابن سمیہ! تمہیں گروہ باغی قتل کرے گا۔

حضرت عمارؓ شروع سے بڑے پرجوش اور بہادر مسلمان تھے۔ غزوہ بدر سے غزوہ تبوک تک جتنے معرکے پیش آئے۔ پوری بہادری اور دلیری کے ساتھ سرورِ کائناتؐ کے ہمرکاب رہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جو جنگیں ہوئیں ان میں سے اکثر میں شریک رہے۔ یمامہ کی جنگ میں ان کا ایک کان شہید ہو گیا جو اس کی زمین پر پھڑک رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود وہ زوردار پے در پے حملے کرتے رہے کہ جس کسی کی طرف رخ کیا۔ صفیں کی صفیں الٹ دیں۔ ایک دفعہ کچھ لوگ دل شکستہ ہو کر اقدام سے جی چرانے لگے۔ انہوں نے ایک چٹان پر کھڑے ہو کر زور سے کہا:۔

"اے مسلمانوں کے گروہ! کیا تم جنت سے بھاگتے ہو؟ میں عمار بن یاسرؓ ہوں، کیا تم جنت سے گریز کرتے ہو، دیکھو میں عمار بن یاسرؓ ہوں۔ آؤ میری طرف۔"

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:۔

عمار رضی اللہ عنہ یہ کہتے جاتے تھے۔ اور میں ان کے کان کو دیکھ رہا تھا کہ لٹکا ہوا تھا۔ اور وہ بڑے زور سے حملے کرتے تھے۔

حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے ایک سال نو ماہ تک فرائض امارت بڑی خوش اسلوبی سے انجام دیئے لیکن کوفہ کے لوگ انتہا درجہ کے تند مزاج اور متلون واقع ہوئے تھے کسی ایک امیر کی اطاعت پر قائم ہی نہ رہتے تھے ●●

تارک نماز کیلئے وعید

المرسل: ابوبکر صدیق شجاع آبادی

۱۔ جس نے نماز کو عمداً ترک کیا کافر ہو گیا۔ (طبرانی) چاہیئے کہ نماز کی عادت ڈالے اور توبہ کرے اور قضا عمری ادا کرے۔ ۲۔ جس نے قصداً نماز کو ترک کیا، اس سے اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ختم ہو گئی۔ (ابن ماجہ) یعنی اللہ تعالیٰ پر اس کی بخشش کی ذمہ داری نہیں رہی۔

۳۔ طبرانی کی ایک دوسری روایت میں ہے۔ کہ تارک صلوٰۃ ملت اسلامیہ سے خارج ہے۔

۴۔ قیامت کے دن تارک الصلوٰۃ خداوند تعالیٰ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہو گا۔

۵۔ جس نے نماز کی حفاظت نہ کی اور اس کو وقت پر ادا نہ کیا تو قیامت میں اس کے لئے کوئی برہان یعنی دلیل اور نجات نہ ہوگی اور اس کا حشر قارون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (احمد، طبرانی، ابن حبان، مشکوٰۃ)

۶۔ جو کوئی شخص مسجد میں اذان سن کر بغیر نماز پڑھے نکل جاتا ہے تو وہ منافق ہے۔ مگر یہ کہ اگر کوئی حاجت شدید ہو۔ (طبرانی) مطلب یہ ہے کہ بلا کسی ضرورت کے باہر نکلے اور اگر کسی ضرورت کے باعث مسجد سے باہر جانا پڑے تو پھر آئے۔ اگر اس مسجد میں نماز ادا کرے۔ اذان کے بعد مسجد کا ایک مزید حق ہو جاتا ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص کسی دوسری مسجد کا امام یا موذن ہے تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے

۷۔ اگر کوئی شخص قبلہ رو تھوکے گا۔ تو یہ تھوک اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان چپکا دیا جائے گا اور وہ قیامت میں اسی حال میں لایا جائیگا۔ (ابوداؤد)

۸۔ اگر کوئی شخص گم شدہ چیز مسجد میں آواز کے ساتھ تلاش کرے یا مسجد میں تجارت کرے تو اسے بددعا دینی چاہیئے کہ تیری چیز نہ ملے یا تجھے اس تجارت میں نفع نہ ہو (ترمذی)

۹۔ عشاء کی نماز میں تخلف کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ گھروں میں بچے یا عورتیں نہ ہوتیں تو میں کسی دوسرے کو امام بنا کر جاتا اور حکم دیتا کہ ان لوگوں کے گھروں کو آگ لگا دو۔ جو مسجد میں نہیں آتے (احمد)

۱۰۔ صبح اور عشاء کی دونوں نمازیں منافقین پر بھاری ہیں (احمد ابوداؤد) یعنی جن کے ایمان کمزور ہیں۔ ان سے یہ نمازیں بڑی مشکل سے ادا ہوتی ہیں۔

۱۱۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج۔ جو شخص باوجود قدرت اور استطاعت کے قصداً ترک کر دیتا ہے وہ کافر ہو جاتا ہے اور کافر کا ٹھکانہ جہنم ہے۔

۱۲۔ حضرت معاذ سے مروی ہے کہ سب سے بڑا کفر نفاق اور جفا یہ ہے کہ مؤذن کی اذان سنے اور پھر مسجد میں حاضر نہ ہو (احمد۔ طبرانی)

۱۳۔ باوجود اذان سننے کے اگر کوئی شخص بلا عذر اور بلا کسی صحیح مانع کے مسجد میں نہ آئے تو اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ (ابوداؤد۔ ابن ماجہ۔ ابن حبان)

مطلب یہ ہے کہ تارک جماعت کی نماز کوئی وقعت نہیں رکھتی اگرچہ فرض ادا ہو جاتا ہے۔

۱۴۔ جو شخص دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے مگر جمعہ اور جماعت میں نہیں آتا وہ دوزخ میں نہیں جائیگا (ترمذی)

۱۵۔ جس نے عصر کی نماز ترک کر دی اس کے تمام عمل ضائع ہو گئے (بخاری) ۱۶۔ ابن عمر کی روایت میں ہے کہ اس کا گھر اور اس کا مال سب لٹ گیا (صحاح) یعنی اگر کسی کا گھر تباہ ہو جائے اور مال لٹ جائے تو اتنا نقصان نہیں ہوتا جتنا کہ عصر کی نماز قضا کرنے سے ہوتا ہے۔

پسندیدہ عادتیں

ایتھوپیا عدیس ابابا کی جامع مسجد میں، میں نے کیا دیکھا؟

مولانا عبدالرزاق اسکندر

ایتھوپیا کے دارالحکومت ادیس ابابا میں مسلمانوں کی ایک بہت بڑی شاندار جامع مسجد ہے، اس مسجد کے دو حصے ہیں، پہلی منزل مردوں کے لئے ہے اور دوسری عورتوں کے لئے مسجد کے متصل ایک مدرسہ ہے جہاں مسلمان بچے اور بچیاں عصر اور مغرب کے درمیان الگ الگ درسگاہوں میں اسلام کی بنیادی تعلیمات حاصل کرتے ہیں۔ مسجد کے ساتھ ایک لائبریری ہے جہاں اسلامی کتب کا اچھا خاصہ ذخیرہ موجود ہے۔ مغرب کی نماز کے لئے جب ہم مسجد میں داخل ہوئے تو یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مسجد کافی بڑی اور وسیع ہونے کے باوجود بھی نمازیوں سے بھر چکی تھی۔ مغرب کی اذان ہوئی اور پھر نماز ادا کی گئی۔ مہمان ہونے کی وجہ سے ہمیں امام صاحب کے پیچھے صف میں جگہ مل گئی۔ سنتیں اور نوافل کے بعد جب پیچھے مڑ کر دیکھا تو مسجد ویسی ہی کھچا کھچ بھری ہوئی تھی البتہ صفوں کے بجائے لوگ حلقوں میں تقسیم ہو چکے تھے۔

اب ہم نے اپنے مقامی دوست کے ساتھ مسجد میں چکر لگانا شروع کیا تاکہ ان حلقوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چنانچہ ایک حلقہ کے قریب جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں ایک عالم درس دے رہے ہیں اور ان کے ارد گرد لوگ بیٹھے درس قرآن اور تفسیر سن رہے ہیں۔ آگے دوسرا حلقہ دیکھا تو وہاں ایک عالم بیٹھے حدیث پڑھ کر اس کا مطلب اور تشریح سنا رہے ہیں۔ آگے ایک اور حلقہ دیکھا جہاں ایک فقیہ بیٹھے ہیں۔ سامنے فقہ کی ایک کتاب ہے اور نہایت آسان انداز میں لوگوں کو احکام و مسائل سکھا رہے ہیں۔ سامنے ایک اور حلقہ دیکھا جہاں ایک فصیح و بلیغ عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے بعض پہلوؤں پر نہایت عمدہ انداز میں روشنی ڈال کر حاضرین کے ایمان کو تازہ کر رہے ہیں۔

ذرا آگے بڑھنے کے بعد ایک ایسے حلقہ پر نظر پڑی جس میں کچھ لوگ سر جھکائے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ذکر اللہ میں مشغول تھے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اللّٰہُ اللّٰہُ کے ذکر سے فضا میں ایک نور پھیل رہا تھا۔ ان حلقوں کے علاوہ جا بجا ایسے لوگ بھی نظر آ رہے تھے جو الگ بیٹھے ہوئے انفرادی طور پر اپنے اعمال میں مشغول تھے کوئی قرآن کریم کی تلاوت میں مشغول ہے کوئی کتاب کا مطالعہ کر رہا ہے، کوئی مراقبہ میں ہے اور کوئی عشاء کی نماز کے انتظار میں بیٹھا ہے۔

یہ سارا روح پرور اور ایمان افروز منظر ہم دیکھ رہے تھے کہ عشاء کی اذان شروع ہو گئی اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا مسجد کے میناروں سے بلند ہونے لگی۔ اذان ختم ہوتے ہی مختلف حلقے صفوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور اللہ رب العزت کے سامنے خشوع و خضوع کے ساتھ ایک امام کے پیچھے نماز عشاء ادا کرنے کیلئے کھڑے ہو گئے۔ عشاء کی نماز کے بعد پورا مجمع آہستہ آہستہ نہایت سکون کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہو گیا۔ ہر شخص کے چہرے پر رونق اور ایک سکون کی کیفیت طاری تھی اور ہر شخص علمی اور روحانی غذا لئے اپنے اپنے گھروں کو جا رہا تھا۔

ادیس ابابا کی اس جامع مسجد کے نمازیوں کی یہ اچھی عادت دیکھ کر رشک آ رہا تھا کہ ان کو اپنے دین اور ایمان کی کتنی فکر ہے اور دنیا کے مشاغل ان کو آخرت سے غافل نہیں کرتے، اگر ایک طرف تو وہ جسمانی غذا اور رزق حلال کے لئے دن کو محنت کرتے ہیں تو دوسری طرف وہ روحانی غذا اور اپنی آخرت کیلئے بھی پوری پوری کوشش کر رہے ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے عالم ہونا ضروری نہیں لیکن ہر مسلمان کے لئے اتنا علم حاصل کرنا ضروری ہے جس سے اس کا ایمان اس کے شب و روز کے اعمال، معاملات اور اخلاق درست ہوں اور اس مقصد کے لئے اگر روزانہ تھوڑا سا وقت بھی مخصوص کر دیا جائے تو کامیابی یقینی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ

باقی صفحہ ۲۶ پر

تحریکِ پاکستان اور قادیانی

میں اصولی طور پر پاکستان کا قائل نہیں ۔ مرزا محمود کا اعتراف

قادیانی ٹولہ اس بات کا بہت زیادہ پروپیگنڈہ کرتا ہے کہ قادیانیوں نے تحریک پاکستان میں بھرپور حصہ لیا اور یہ کہ قیام پاکستان میں انہوں نے بہت خدمات انجام دیں حالانکہ یہ پروپیگنڈہ بالکل غلط ہے قادیانی اکھنڈ بھارت کے حامی تھے وہ چاہتے تھے کہ پاکستان نہ بنے۔ مرزا محمود نے ۱۲ مئی ۱۹۴۷ء کو قادیان میں منعقدہ ایک مجلس عرفان میں اس بات کا کھلم کھلا اعلان کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت ہندوستان کو اکٹھا رکھنا چاہتی ہے لیکن اگر قوموں کی غیر معمولی منافرت کی وجہ سے عارضی طور پر الگ ہونا پڑے تو یہ اور بات ہے۔ .... اسی طرح ہندوستان کی تقسیم پر اگر ہم رضامند ہوتے ہیں تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر یہ کوشش کریں گے کہ یہ کسی نہ کسی طرح متحد ہو جائے۔

حال ہی میں الفضل قادیان کا ایک پرانا اخبار ہمیں دستیاب ہوا ہے۔ جس میں مرزا محمود نے پاکستان اور مسلم لیگ کے بارے میں اظہار کرتے ہوئے صاف اعلان کیا ہے کہ قادیانی قیام پاکستان کے حق میں نہیں تھے۔ اس بیان کے بعد قادیانیوں کا جھوٹ بالکل واضح ہو جاتا ہے کہ تحریک پاکستان میں ان کا حصہ ہے۔ ہم مرزا محمود کا مکمل خطبہ اس مقصد کے لیے من و عن نقل کر رہے ہیں تاکہ حکومت اور عوام قادیانیوں کی اصلیت کو پہچان لیں اور ان کے عزائم سے واقف ہو جائیں۔

ادارہ

ایک صاحب نے پاکستان کے متعلق سوال کیا کہ اس بارے میں حضور کا کیا خیال ہے؟

حضور نے فرمایا۔ میں اصولی طور پر اس کا قائل نہیں میں سمجھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہندوستان میں اسی لیے پیدا کیا ہے "تاکہ سارا ہندوستان اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائے اور وہ احمدیت کی ترقی کے لیے ایک عظیم الشان بنیاد کا کام دے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک الہام ہے "آریوں کا بادشاہ" (تذکرہ صفحہ ۳۷۸)

اگر ہم آریوں کو الگ کر دیں اور مسلمانوں کو الگ، تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام کس طرح پورا ہو سکتا ہے؟ پس ضروری ہے کہ ہندوستان کے سب لوگ متحد رہیں۔ اگر ہندوستان نے الگ الگ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا تھا تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ الہام

الصلوٰۃ والسلام پاکستان کے بادشاہ کہلاتے، آریوں کے بادشاہ نہ کہلاتے۔ پس بے شک مسلمان زور لگاتے رہیں جس مادی قسم کا پاکستان چاہتے ہیں وہ کبھی نہیں بن سکتا۔ ہاں اللہ تعالیٰ ایک ایسا ہندوستان ان کو ضرور دے گا جس میں اکثریت مسلمانوں کی ہوگی اور اسی کے لیے ہم کوشاں ہیں۔ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ نے ملک کا اتحاد بلاوجہ نہیں کیا۔ اس میں ضرور کوئی حکمت ہے البتہ ہم پاکستان کی مخالفت بھی نہیں کرتے، کیونکہ ہندو قوم اتنی تشدد پسند ہو گئی ہے کہ اس کے لیے کوئی نہ کوئی ہوا ضرور چاہیے۔ پس ان کے دماغوں کو درست کرنے کے لیے پاکستان کا ہوّا ضروری ہے ورنہ ذاتی طور پر ہمیں نہ پاکستان کی تائید کرنے کی ضرورت ہے نہ اس کی مخالفت کرنے کی ضرورت ہے سکتے ہیں؛ کسی بزرگ سے کوئی بات پوچھی گئی تو انہوں نے جواب دیا!

نہ انکارے کنم نہ ایں کارے کنم

یہی پاکستان کا خیال ہے۔ ہم نہ اس کا انکار کرتے ہیں، نہ اس کی مادی شکل کے لیے کوئی کام کرتے ہیں؛ بلکہ ہم ایک روحانی پاکستان کے لیے کوشش کرتے ہیں جب سارا ہندوستان مسلمان ہو جائے گا اور اکھنڈ ہندوستان ہی پاکستان کہلائے گا۔ اس طرح ہم ہندوؤں اور مسلمانوں کی موجودہ سیاسی الجھن کو دور کر دیں گے اور دونوں کی باتوں کو پورا کر دیں گے۔ ہندوؤں سے کہیں گے۔ لو اکھنڈ ہندوستان اور مسلمانوں سے کہیں گے کہ لو پاکستان مگر چند صوبوں کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کا

پاکستان کی طرح ہمارا رویہ اردو کے متعلق بھی ہے اردو کی بڑی مخالفت کی جاتی ہے مگر ہمیں اس کی کوئی فکر نہیں ہے۔ وہ بے شک زور لگاتے رہیں۔ اردو کو کبھی مٹا نہیں سکتے کیونکہ اس زمانہ میں کلام الٰہی کثرت سے اس میں نازل ہوا ہے۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جب سے ہندوستان کی تاریخ کا آغاز ہوا ہے یہ کبھی نہیں ہوا کہ یہ سارا ملک ایک جھنڈے کے نیچے آیا ہو، مگر اب اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں ناکامی ہو رہی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ اس کی یہی وجہ

ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آریوں کا بادشاہ بھیج دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو پہلے ہندوستان کا اتحاد پسند کرتا تھا۔ اب سارے ہندوستان کو ایک جھنڈے کے نیچے لانا چاہتا ہے فرمایا، ہٹلر کی یہ بات بڑی صحیح اور ایک قول ہے کہ کوئی حکومت دنیا میں عالمگیر نہیں ہو سکتی جب تک اس کی بنیاد وسیع نہ ہو، وہ کہتا ہے۔ برطانوی ۴ کروڑ ہیں یہ چار کروڑ ساری دنیا پر کہاں حکومت کر سکتے ہیں اس کے مقابلہ میں ۹ کروڑ ہیں پس جرمن بنیاد پر رکھی ہوئی حکومت انگریزوں سے تین گنا زیادہ پھیل سکتی ہے۔ تو دنیا کی فتح کے لیے یہ ضروری ہوتا ہے کہ فاتح قوم ایسے ملک سے تعلق رکھتی ہو جس کی بڑی بھاری آبادی ہو۔ احمدیت چونکہ سب جگہ پھیلے گی اور تمام دنیا پر احمدیت کا غلبہ ہوگا۔ اس لیے احمدیت کی تعلیم کا مرکز اللہ تعالیٰ نے ہندوستان بنا دیا۔ اسی لیے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریر فرمایا ہے کہ جماعت کا مرکز ہمیشہ قادیان رہے گا۔ آخر یہ تو خیال نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام اور احمدیت کے مسائل کی باریکیاں انگلستان کے رہنے والے زیادہ سمجھیں گے یا امریکہ کے رہنے والے زیادہ سمجھیں گے یا چین اور جاپان کے رہنے والے زیادہ سمجھیں گے۔ بہرحال وہ لوگ ان مسائل کو سمجھنے کے لیے قادیان ہی کی طرف رجوع کریں گے۔ پس قادیان چونکہ تمام دنیا کا مرجع بننے والا ہے اس لیے ضروری ہے کہ اس کا ماحول بھی نہایت وسیع ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ استاد مل سکیں۔ اگر چھوٹا ماحول ہوگا تو وسعت کم ہوگی۔ اگر سارا ہندوستان احمدی ہو جائے اگر سارے ہندوستان میں خیالات کا اتحاد ہو جائے اگر سارے ہندوستان میں تمدن کا اتحاد ہو جائے اگر سارے ہندوستان میں تعلیم کا اتحاد ہو جائے اگر سارے ہندوستان میں تربیت کا اتحاد ہو جائے تو یہ لازمی بات ہے کہ ہندوستان کے رہنے والے احمدیت کو ان لوگوں سے بہت زیادہ اور بہت جلد سیکھ لیں گے جو بیرونی ممالک میں بستے ہیں

وہیں سیکھ لیں گے جو بیرونی ممالک میں رہتے ہیں بلکہ ہندوستان کے مختلف علاقوں کے رہنے والے بھی اس فہم اور ادراک سے اس حد تک حصہ لیتے ہیں پنجابی احمدیت کو زیادہ سمجھتے ہیں ان سے کم یوپی والے سمجھتے ہیں۔ ان سے کم بنگالی سمجھتے ہیں اسی طرح ایک حبشی احمدیت کو جاپانی سے جلد سیکھ سکتا ہے چونکہ احمدیت کو زیادہ تر سمجھنے والے ہندوستان کے باشندے ہی ہوں گے اس لیے ضروری ہے کہ قادیان جو سلسلہ کا مرکز ہے اس کا ماحول نہ صرف وسعت کے لحاظ سے بھی بہت بڑا ہو بلکہ اتحاد کے لحاظ سے بھی بے نظیر ہو تاکہ احمدیت کی ترقی اور اس کے مسائل کی ترویج اور اس کے احکام کی اشاعت کے لیے وہ ایک مضبوط بنیاد کا کام دے سکے۔ اور اس بنیاد سے کام لے کر ساری دنیا کو ایک جھنڈے کے نیچے لایا جا سکے پس خدا نے جو چیز ہمارے لیے پیدا کی ہے اور جس کے اتحاد کا ہمیں ہی فائدہ پہنچنے والا ہے اور اگر ہم تفرقات پراگندہ کر دیں تو یہ کون سی دانائی ہوگی خدا تعالیٰ کی حکمتوں کو سمجھنا چاہیے اور اس کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ مصلحت قومی کے لحاظ سے ہم اس وقت خاموش رہیں تو اور بات ہے ورنہ پاکستان قائم کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں۔ اکھنڈ ہندوستان میں ہے۔ ہمیں ہندوستان کا ایک ٹکڑا نہیں چاہیے ہم سارے ہندوستان پر نظر رکھتے ہیں اور ان شاء اللہ ایک دن اس کو لے کر رہیں گے اور اس کے بعد ان شاء اللہ اس بنیاد سے باقی دنیا پر اسلام کا پرچم لہرانے کی کوشش کریں گے۔

فرمایا دنیا کی آبادی دو ارب ہے اور چالیس کروڑ ہندوستان کی آبادی ہے اگر تمام ہندوستان احمدی ہو جائے۔ اور پھر ان کے سپرد دنیا کی تعلیم تربیت کا کام کیا جائے تو ایک ایک شخص کے حصہ میں صرف پانچ پانچ آدمی آئیں گے، دو بالغوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فی استاد پچیس پچیس آدمی آئیں گے لیکن اگر پاکستان بن جائے۔ تو ایک ایک بالغ آدمی کے سپرد دو دو سو آدمی کرنے پڑیں گے۔ سکولوں میں ایک مدرس کے پاس پچاس سے زائد لڑکے ہو جائیں تو کہا جاتا ہے کہ استاد ان کو نہیں پڑھا سکتا۔ پھر اگر ایک ایک شخص کے سپرد ہمیں دو دو سو آدمی کرنے پڑے۔ تو دنیا کی تعلیم و تربیت کا کام کس طرح ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ ہندوستان میں اتحاد ہے اور اس کے ٹکڑے الگ الگ نہ ہوں۔ وہ ملک جس میں خدا نے اپنے دین کی بنیاد رکھی ہے۔ اس کی آبادی جس قدر وسیع ہوگی۔ اسی قدر اس کا دوسرے ملکوں کی تربیت پر اثر پڑے گا۔

فرمایا، مسلمان پاکستان پر زور دیتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ ان کے پاس نہ روپیہ ہے اور نہ ہی اور کوئی سامان ہے پھر دنیا میں حکومتوں کے قیام کے لیے بڑے بھاری بحری بیڑے کی ضرورت ہوا کرتی ہے مگر مسلمانوں کے پاس بیڑہ کے رکھنے کی جگہ کہاں ہے۔ پنجاب اور سندھ شامل کر کے ایک محدود سمندری علاقہ مسلمانوں کے پاس آ سکتا ہے مگر ایسے محدود سمندری علاقے سے کوئی قوم دنیا پر غالب نہیں آ سکتی۔ پھر جنگی طاقت تو الگ رہی مسلمانوں کے پاس تو نئے آلات سے مسلح کیے ہوئے سپاہیوں کی بھی گنجائش نہیں اور اسی طرح ان کے پاس سائنس کی ترقی کا کوئی سامان نہیں۔ تمدنی اور اقتصادی ترقی کا کوئی سامان نہیں۔ دولت ان کے پاس نہیں روپیہ پیسہ تو ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ پس یہ ایک مشغلہ ہے، جو چند تعلیم یافتہ لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے ہماری جماعت کے دوستوں کو ایسے معاملات میں دلچسپی نہیں لینی چاہیے۔ بلکہ اگر کسی کے دل میں کوئی ایسی بات آئے تو اسے استغفار کرنا چاہیے ہم ایک مذہبی جماعت ہیں۔ ہمارا ان باتوں سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہاں قریب کے سیاسی امور میں ہمیں ہر طرح مسلم لیگ کی مدد کرنی چاہیے۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کے فائدہ کے کام کر رہی ہے۔ پاکستان کے معاملہ میں ہمارا مسلک ان سے وسیع ہے ہم سارے ہندوستان کو پاکستان بنانا چاہتے ہیں۔

(روزنامہ الفضل قادیان ۸ جون ۱۹۴۴ء)

خطبات کی دنیا میں منفرد انداز کی حامل کتاب

ندائے منبر و محراب

کی جلد ثانی شائع ہوگئی ہے

تالیف: مولانا محمد اسلم شیخوپوری

مستند دلائل، معتبر واقعات، خطیبانہ نکات و اشارات، ہر موضوع پر تفصیلی بحث، بے تحاشا مواد، سینکڑوں کتابوں سے مستغنی کرنے والے خطابات کا عظیم شاہکار، علماء، خطباء، پروفیسرز، لیکچررز اور عوام و خواص کے لئے یکساں مفید

○ کمپیوٹر کی کتابت
○ خوبصورت طباعت
○ سفید کاغذ
○ مضبوط و خوبصورت جلد

شعبہ تصنیف و تالیف جامعہ بنوریہ

سائٹ کراچی، پاکستان

قادیانی اور قادیان کی زندگی

قادیانی اور قادیان کی زندگی کی اخلاقی پستی کا منظر خود مرزا محمود کی زبانی ملاحظہ فرمائیں

قادیان اور قادیان کی زندگی کی اخلاقی پستی کا جو منظر مرزا محمود نے کھینچا وہ خود مرزا محمود کی زبانی ملاحظہ فرمائیے:۔

"پس اساتذہ، افسران تعلیم اور خدام الاحمدیہ کا یہ فرض ہے کہ بچوں سے آوارگی دور کریں۔ یہ آوارگی کا ہی اثر ہے کہ ہم اوپر نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ اور راہ گلی میں بچے گالیاں بک رہے ہوتے ہیں۔ اگر تو وہ نماز ہی نہیں پڑھتے تو دوہرے مجرم ہیں، نہیں تو یہی جرم کافی ہے، فحش گالیاں ماں بہن کی وہ بکتے ہیں اور کسی شریف آدمی کو خیال نہیں آتا کہ ان کوٹھے مسجد مبارک کے سامنے کھیلنے والے بچے ۹۰، ۹۵ فی صدی احمدیوں کے بچے ہی ہو سکتے ہیں۔ تھوڑے سے غیروں کے بھی ہوں گے۔ مگر میں نے اپنے کانوں سے سنا ہے، احمدیوں کے بچے گالیاں دے رہے ہوتے ہیں اور ان کے ماں باپ اور اساتذہ کو احساس تک نہیں ہوتا کہ ان کی اصلاح کریں۔ پھر میں نے دیکھا ہے، مدرسہ احمدیہ کے طلبہ گلیوں میں سے گذرتے ہیں تو گاتے جاتے ہیں، حالانکہ یہ وقار کے سخت خلاف ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ شرم و حیا جو دین کا حصہ ہے، بالکل جاتی رہی ہے، پھر میں نے دیکھا ہے نوجوان ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں اور ہاتھ میں ہاتھ ڈالے چلے جا رہے ہیں، حالانکہ یہ سب باتیں وقار کے خلاف ہیں...... میں نے دیکھا ہے کہ نوجوانوں کو اسلامی آداب سکھانے کی طرف توجہ نہیں کی جاتی۔ نوجوان بے تکلفانہ ایک دوسرے کی گردن میں بانہیں ڈالے پھر رہے ہوتے ہیں، حتیٰ کہ میرے سامنے بھی ایسا کرنے میں کوئی باک نہیں ہوتا کیونکہ ان کو احساس ہی نہیں کہ یہ کوئی بری بات ہے ان کے ماں باپ اور اساتذہ نے ان کی اصلاح کی طرف کبھی توجہ ہی نہیں کی، حالانکہ یہ چیز ہی انسانی زندگی پر بہت گہرا اثر ڈالتی ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲، نمبر ۵۸، مورخہ ۱۱، مارچ ۱۹۳۹ء)

جب بچپن میں آوارگی عام ہو تو لامحالہ نوجوانی میں صحت کمزور ہو جائے گی۔ اگرچہ پنجاب کی تندرستی و توانائی ہندوستان میں اعلیٰ مانی جاتی ہے تاہم وہاں کے قادیانی نوجوانوں کی صحت بہت خستہ معلوم ہوتی ہے، اور یہ آوارگی کا لازمی نتیجہ ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"اور جیسا کہ میں بتا چکا ہوں، ہماری جماعت کے سینکڑوں نوجوانوں نے شوق سے اس (بھرتی) میں حصہ لیا، اور اپنے آپ کو اس خدمت کے لیے پیش کر دیا ہے، لیکن اس بھرتی میں ہمیں ایک اور فائدہ بھی حاصل ہوا ہے اور وہ یہ کہ ہماری توجہ ایک اور اہم معاملہ کی طرف پھر گئی ہے اگر یہ بھرتی کا موقع نہ آتا، تو نہ معلوم وہ بات کب تک ہماری نظروں سے اوجھل رہتی وہ بات یہ ہے کہ اس فوجی بھرتی کے نتیجہ میں یہ نہایت ہی افسوسناک امر بھی معلوم ہوا ہے کہ احمدی نوجوانوں کی صحتیں خطرناک طور پر گری ہوئی ہیں۔ اگر بھرتی کا یہ موقع نہ ملتا تو شاید ہمیں اس کا علم دیر تک نہ ہوتا۔ احمدی نوجوانوں کے وزن بالعموم اس وزن سے کم ہیں، جتنا وزن اس عمر میں نوجوانوں کا ہوا کرتا ہے احمدی نوجوانوں کی نظریں بالعموم ان نظروں سے کم ہیں جتنی نظریں اس عمر میں نوجوانوں کی ہوا کرتی ہیں اور احمدی نوجوانوں کی کمریں بالعموم اس معیار سے بہت کمزور ہیں جتنی اس عمر میں نوجوانوں کی کمروں میں طاقت ہوا کرتی ہے۔ اور یہ امر ایسا خطرناک ہے۔ جس کی جتنی جلد اصلاح ممکن ہو، اتنی ہی جلدی کرنی چاہیے۔ پس اگر اس فوجی تربیت میں شریک ہونے کے اعلان سے کوئی فائدہ نہ بھی ہو۔ تب بھی اس ذریعہ سے ہمیں یہ فائدہ حاصل ہوا ہے، اور یہ خود اپنی ذات میں بہت اہم ہے۔ اور میں غور کر رہا ہوں۔ کہ آئندہ نوجوانوں کے لیے ایسے قواعد تیار کیے جائیں جن کے نتیجے میں ان کے تمام قویٰ کی حفاظت ہو۔"

(میاں بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ماہ اکتوبر ۱۹۳۹ء یا قریب قریب)

آوارگی اور کمزوری کا مزید نتیجہ بزدلی ہوتا ہے، چنانچہ مرزا محمود نے اپنی جماعت کی بزدلی سے...... بیزار ہو کر ان کو مخنثوں کا خطاب دیا، مثلاً:۔

"تمہاری حالت یہ ہے کہ جب تم میں سے بعض، دشمن سے کوئی گالی سنتے ہیں، تو ان کے منہ میں جھاگ بھر آتا ہے اور وہ کود کر حملہ کر دیتے ہیں، لیکن اسی وقت ان کے پیر پیچھے کی طرف بڑھ رہے ہوتے ہیں۔ تم سے بعض تقریر کے لیے کھڑے ہوتے ہو، اور کہتے ہو "ہم مر جائیں گے مگر سلسلہ کی ہتک برداشت نہ کریں گے،" لیکن جب کوئی ان پر ہاتھ اٹھاتا ہے تو پھر ادھر ادھر دیکھنے لگتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ "بھائیو! کچھ روپے ہیں، جن سے مقدمہ کر دیا جائے۔ کوئی وکیل ہے جو وکالت کرے۔" بھلا ایسے مخنثوں سے بھی قوم کو فائدہ پہنچا ہے۔"

(میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان کا ارشاد مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۵، نمبر ۱۲۱، مورخہ ۵ جون ۱۹۳۷ء)

غرض آوارگی، کمزوری اور بزدلی جو کچھ ہے، سو ہے، ذہنی اور تعلیمی حالت بھی ابتر بتائی جاتی ہے۔ مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا ہے، کہ جامعہ احمدیہ (قادیان) میں جو طلبہ تعلیم پاتے ہیں۔ انہیں کنوؤں کے مینڈکوں کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں

دی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہونا چاہا، مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا۔ اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلے کی یہ دلیلیں یاد کر لو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی......

"میں نے جس سے بھی سوال کیا، معلوم ہوا کہ اس نے کبھی اخبار نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ "ہم تبلیغ کریں گے" اور جب سوال کیا کہ "کس طرح تبلیغ کرو گے" تو یہ جواب دیا کہ "جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے" یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے یہ تو ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے، مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے" "جس طرح ہوگا کروں گا" یہ تو سؤر کہا کرتا ہے۔ اگر سؤر کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا تو وہ یہی کہتا ہے کہ "جس طرح ہوگا، کروں گا" پس سؤر کا یہ کام ہوتا ہے کہ وہ سیدھا چل پڑتا ہے، آگے نیزہ لے کر بیٹھو تو نیزہ پر حملہ کر دیگا بندوق لے کر بیٹھو تو بندوق کی گولی کی طرف دوڑتا چلا جائے گا۔ پس یہ تو سؤروں والا حملہ ہے کہ سیدھے چلے گئے" اور عواقب کا کوئی خیال نہیں کیا"۔

(خطبہ میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد ۲۲ نمبر ۸۹ مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۵ء)

جب لڑکپن سے اخلاق و عادات خراب ہو جائیں تو بڑے ہو کر دوسری خرابیاں نمودار ہوں گی، مثلاً ملاحظہ ہو:۔

"وہ کسی دوسری جگہ خلیفہ صاحب قادیان کے ایک خطبہ کے چند اقتباسات درج کیے ہیں جن میں انہوں نے اپنے مبلغین کی ریشہ دوانیوں، مرکزی کارکنوں کی دوست نوازی اور اقربا پروریوں اور دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا ماتم کرتے ہوئے اس حقیقت کو واضح طور پر بیان کیا ہے کہ نہ مبلغین اپنے افسروں کا حکم مانتے ہیں، نہ مرکزی کارکن اپنی ذمہ داریوں اور فرائض کو پورا کرتے ہیں بلکہ ذاتی تعلقات کو سلسلے کے مفاد پر ترجیح دیتے ہیں، اور خود خلیفہ صاحب کے احکام کو ٹھکرا جاتے ہیں۔ ایسا ہی ان کا بیان ہے کہ دینی مدارس کی تعلیم و اخلاق کا ستیاناس ہو رہا ہے اور دین داری کی تعلیم دینے والے ادارے بے دین ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے ان مدارس کے اساتذہ اور مبلغین کو اور ان کی اولاد تک کو "منافق" اور "ملکانی" تک کہنے سے دریغ نہیں کیا"۔

(قادیانی جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور جلد ۳۷ نمبر ۹ مورخہ یکم مارچ ۱۹۵۰ء)

شیطان رشدی کا نانا ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ قادیانی تھا!

شیطان رشدی اور کذاب مرزا قادیانی میں مماثلت یہ ہے کہ رشدی نے اپنی شیطانی کتاب میں انبیاء کرام اور مقدس ہستیوں کے بارے میں توہین آمیز بکواس کی ہے۔ ٹھیک اسی طرح مرزا کذاب قادیانی نے بھی اپنی تصانیف میں انبیاء کرام، صحابہ کرام، اہل بیت عظام نیز علماء امت کی شان میں گستاخی کرتے ہوئے نازیبا الفاظ لکھے۔

حال ہی میں ہمیں ایک خط محترم محمد انعام اللہ صاحب کا دستیاب ہوا ہے جس میں انہوں نے انکشاف کیا ہے کہ رشدی کا نانا ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ قادیانی تھا۔ محترم محمد انعام اللہ کا تعارف یہ ہے کہ بھارت کے مشہور حکیموں سے ہیں۔ اور دارالعلوم دیوبند کی مجلس شوریٰ کے رکن ہیں۔ موصوف رشدی کے نانا ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ کے شاگرد ہیں۔ ڈاکٹر موصوف قادیانی تھا جیسا کہ ان کے خط سے ظاہر ہے۔

بجنسہٖ محمد انعام اللہ کا خط جو کہ مولانا ارشد مدنی کے نام لکھا گیا تھا وہ ملاحظہ فرمائیں۔

علیگڑھ ۹ جون ۱۹۸۹ء

سلمان رشدی کے نانا ڈاکٹر عطاء اللہ بٹ پرنسپل طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے تھے۔ علم الجراحت انہوں نے مجھ کو پڑھایا ہے قادیانی مسلک کے تھے۔ انہیں کی وجہ سے طبیہ کالج میں قادیانیوں کا عروج تھا۔ بحمد اللہ اس کے بعد سب کا صفایا ہو گیا۔

دعا جو و دعا گو
محمد انعام اللہ

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون - ۷۳۵۵۷۳ -

اخبار فروش یونین کے بانی مولوی حبیب اللہ کہتے ہیں

بھٹو نے دباؤ کے تحت مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا

تحریک ختم نبوت کو کچلنے کیلئے مولانا بنوری کے خلاف اشتہار چھپوائے گئے، آغا شورش کشمیری کے کہنے پر میں نے مولانا بنوری کیخلاف اشتہار بند کرائیے

مولوی حبیب اللہ بانی اخبار فروش یونین پاکستان، محض ایک شخصیت کا نام نہیں بلکہ یہ ایک ادارہ ہے، ایک انجمن اور ایک تحریک کا عنوان بھی ہے۔ مولوی حبیب اللہ اس اعتبار سے تاریخی شخصیت قرار دیئے جا سکتے ہیں کہ انہوں نے سب سے پہلے اخبار فروشوں اور ہاکروں کی مشکلات و مصائب اور مسائل کا صحیح معنوں میں نہ صرف ادراک و اندازہ کیا بلکہ ان کے تدارک اور حل کیلئے کل منصوبہ بندی بھی کی۔ اس راہ میں انہیں جن مشکلات و مصائب کا سامنا کرنا پڑا ان کی داستان دلخراش ہونے کے ساتھ ساتھ سبق آموز بھی ہے۔ ان کی اس جدوجہد سے یہ احساس بھی جوان ہوتا ہے کہ اگر نصب العین کا تعین کر لیا جائے اور پھر عزم و استقلال کے ساتھ سفر کا آغاز کر دیا جائے تو راستے میں حائل ہونے والی مشکلات کے کوہ گراں بھی پارہ پارہ ہو جاتے ہیں۔

مولوی حبیب اللہ کی ان شبانہ روز محنتوں کا ہی یہ ثمر ہے کہ آج ملک بھر کے اخبار فروش ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو چکے ہیں اور آج انہیں جس قدر سہولتیں میسر ہیں اتنی پہلے کبھی نہ تھیں۔ مولوی صاحب کے شاگردوں کی تعداد گنی نہیں جا سکتی۔ مگر ان کے عجز و انکسار کا یہ عالم ہے کہ وہ اس بات کا کریڈٹ خود نہیں لیتے بلکہ ہمیشہ یہی کہتے ہیں کہ ان کے دل میں اخبار فروش بھائیوں کی فلاح و بہبود کے لئے کام کرنے کی لگن پیدا ہوئی۔ انہوں نے قدم اٹھایا اور پھر جو کچھ ہوا وہ سب اللہ رب العزت کی کرم نوازی اور اسی کی دی ہوئی توفیق سے ہوا۔

مولوی صاحب ایک بہت بڑے دور کے عینی شاہد ہیں وہ بنفس نفیس اس دور میں سے گزرے ہیں۔ برصغیر کے نامور صحافیوں، لیڈروں اور علماء و مشائخ کو انہوں نے بہت قریب سے دیکھا ہے اور ان کی صحبتوں کے امین رہے ہیں۔ انہیں بولتے ہوئے دیکھیں تو محسوس ہوتا ہے کہ اگر وہ اخبار فروش نہ ہوتے تو در بدر کے خطیب ہوتے۔ بعض مشہور شخصیتوں سے ان کا ملنا جلنا برابری کی سطح پر تھا۔ مولوی حبیب اللہ کا سینہ ان کہی کہانیوں کا امین ہے۔ ان کے دل و دماغ میں .... ہم آہنگی پائی جاتی ہے وہ خود کہتے ہیں کہ دماغ نے .... سوچنے و سمجھنے اور فیصلہ کرنے میں ٹھوکر کھائی ہو لیکن واللہ دل نے کبھی لغزش نہیں کھائی۔

مولوی صاحب کی طبیعت یوں تو ہر وقت حاضر رہتی ہے ذرا چھیڑیئے پھر دیکھئے کیا ہوتا ہے حال ہی میں ان سے ایک ملاقات کے دوران بھی ایسا ہی ہوا۔ سلسلہ گفتگو نہ جانے کہاں سے گھومتا پھرتا ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کی طرف آ گیا۔ مولوی حبیب اللہ کہنے لگے وہ بھی عجیب دور تھا بقول احسان دانش مرحوم مسجد کے مینار دم بخود تھے منبر کا کلس چمک رہا تھا اس دور کا پرسال جیسا جذبہ و عمل مسلمانان پاکستان کے اندر دیکھنے میں آیا اس کی مثال تحریک خلافت یا پھر تحریک پاکستان کے زمانے میں ہی ملتی ہے جب بچہ بچہ یک آواز ہو کر پاکستان کا مطالبہ کر رہا تھا۔

مولوی صاحب چند ثانئے توقف کے بعد گویا ہوئے وہ ایک بات کا پہلی بار آپ سے ذکر کرتا ہوں بظاہر یہ ایک چھوٹا سا واقعہ ہے جو سننے والے اسے معمولی کہہ کر نظر انداز بھی کر سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس ایک معمولی واقعہ کے پیچھے نہ جانے دل دھڑک رہے تھے اور دماغ مضطرب تھے آپ کو یاد ہو گا مرحوم شورش کاشمیری کی یاد میں نوابزادہ نصر اللہ خان کی صدارت میں لاہور کے جناح ہال میں ایک جلسہ ہوا تھا کئی برس پہلے کا قصہ ہے اس جلسے میں مجھے بھی کچھ عرض کرنے کا موقع ملا میں نے حاضرین کو بتایا کہ بھٹو دور میں جب ختم نبوت کی تحریک چلی تھی تو بھٹو صاحب مرزائیوں کے سو سالہ مسئلے کا حل پیش کرنا چاہتے تھے بلکہ ایسا علماء کرام کے دباؤ اور غالباً عرب ممالک خاص طور پر سعودی عرب کے دباؤ کے پیش نظر انہوں نے مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ میرے ان ریمارکس پر صدر مجلس نوابزادہ نصر اللہ خان نے بھی اثبات میں سر ہلایا میں نے حاضرین کو بتایا کہ بھٹو صاحب نے اس تحریک کو سبوتاژ کرنے کی بھی کوشش کی۔

ان کوششوں میں جن حضرات نے حصہ لیا ان میں اسلام آباد کے ایک مولوی صاحب بھی شامل تھے اس قسم کے ایمان فروش لوگ اور علمائے سو ہر دور میں رہے ہیں جنہوں نے ذاتی طلب میں دین کو ارزاں نرخ پر بیچا اور دنیا تو کمال کی تھی آخرت بھی تباہ کر ڈالی۔ بہرحال تحریک کے دوران جب ایک بار میری ملاقات آغا شورش کاشمیری سے ہوئی تو انہوں نے اسی مولوی کی سرگرمیوں سے آگاہ کیا اور تفصیل سے بتایا کہ کس طرح تحریک ختم نبوت کو بھٹو حکومت کے اشارے پر نقصان پہنچانے کی کوشش میں مصروف ہے۔ میں ان مولوی صاحب کو جانتا تھا ان کے کام سے بھی واقف تھا اس لئے آغا صاحب کی زبان سے ان کے کارنامے سنے تو سخت دھچکا لگا یقین نہ آیا کہ کوئی شخص زر و مال دنیا کی ہوس میں اس قدر اخلاقی پستی اور دیوالیہ پن کا مظاہرہ بھی کر سکتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد یقین آ گیا کہ آغا صاحب جو کہتے تھے وہ حرف بحرف درست تھا۔

ان مولوی صاحب کے کردار کی تصدیق یوں ہوئی کہ مولانا ظفر علی خان مرحوم و مغفور کا یوم منانے کے سلسلے میں میری ملاقات اس وقت کے وزیر اطلاعات و نشریات مولانا کوثر نیازی سے اسلام آباد میں ہوئی تو میں نے اسی مولوی کو کورنش بجا لاتے ہوئے پایا۔ بہرکیف یہ تھے وہ حالات کہ

کسی پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا کہ کون تحریک ختم نبوت سے مخلص ہے اور کون اندر خانے اپنی قیمت وصول کر چکنے کے بعد بھی اپنے آپ کو مخلص ظاہر کر رہا ہے۔

بھٹو صاحب قادیانیوں سے متعلق ۷ ستمبر کو قومی اسمبلی میں کوئی اعلان کرنے والے تھے لیکن اعلان کرتے ہوئے جھکچا رہے تھے ان کا کہنا تھا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم کیوں قرار دیا جائے۔ ادھر علماء کی مجلس عمل حضرت مولانا محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہٗ کی قیادت میں آخری اقدام کا فیصلہ کر چکی تھی۔ دفعتاً سرکاری اشتہار چھپنے لگے جن میں مولانا بنوریؒ پر بھارتی جاسوس ہونے کا الزام لگایا گیا نیز یہ کہ تحریک ختم نبوت غیر ملکی طاقتوں کے اشارے پر چلائی جارہی ہے وغیرہ وغیرہ یہ اشتہارات ملک کے اخبارات میں روزانہ صفحہ اول پر چھپ رہے تھے اور اشتہار دینے والی کوئی انجمن تھی جس کا آج تک کسی کو معلوم نہیں ہوسکا۔ تاہم یہ بات ثابت ہوگئی کہ اس انجمن کے پیچھے بھی فیصل آبادی مولوی صاحب زور و شور سے اپنے کرتب دکھا رہے تھے جن کے پس پردہ بھٹو حکومت کی وزارت اطلاعات و نشریات سرگرم عمل تھی۔

ان بے ہودہ اور لغو اشتہارات سے عام مسلمانوں میں ہیجان اور اضطراب پھیلنا شروع ہوا اور خواص نے بھی ملک کے اخبارات میں ان کی مسلسل اشاعت پر حیرت کا اظہار کیا۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ کوئی معمولی آدمی نہ تھے ان کے علم و فضل اور زہد و تقویٰ کی قسم کھائی جاسکتی تھی مولانا کی علمی جلالت اور دینی وجاہت کا اندازہ اسی سے کر لیجئے کہ وہ حضرت علامہ انور شاہ محدث کشمیری کے تلامذہ میں نمایاں مقام رکھتے تھے اور علامہ انور شاہ کشمیری کے بارے میں حضرت عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا یہ اعتراف کون بھول سکتا ہے کہ وہ صحابہ کرامؓ کا قافلہ جارہا تھا۔ انور شاہ پیچھے رہ گئے۔

وہ ابا نئی مولانا بنوریؒ کے بارے میں ایسے دلآزار اشتہارات کی اشاعت سے عوام و خواص اور دینی حلقوں کا جو شدید ردعمل متوقع تھا وہ بہرحال سامنے آیا ایک دن اخبار مارکیٹ میں اخبار فروش یونین کی مجلس عاملہ کا اجلاس چودھری رشید احمد کی صدارت میں ہو رہا تھا کہ کسی نے مجھے اطلاع دی کہ آغا شورش کاشمیری کا ٹیلی فون آیا ہے فوری طور پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں فوراً سنے گیا آغا نے میرے سلام کے جواب میں چھوٹتے ہی کہا کہ مولوی حبیب اللہ

کیا کر رہے ہو؟ تمہیں خبر نہیں کہ مولانا بنوریؒ کے خلاف اشتہارات کی اشاعت سے لوگوں کے غیظ و غضب کا کیا عالم ہے۔ آغا صاحب کا لب و لہجہ ایسا تھا کہ ایک لمحہ کے لئے میں بھی بدحواس ہوگیا میں نے نرمی سے کہا آغا صاحب میں سب کچھ دیکھ رہا ہوں لیکن آپ جانتے ہیں کہ میری حیثیت کیا ہے۔ میں آخر کیا کر سکتا ہوں یہ سن کر ان کا پارہ چڑھ گیا اور کہا کہ مولوی حبیب اللہ تم بہت کچھ کر سکتے ہو تم اخبار فروش یونین کے بانی ہو ہر حلقے میں تمہارا احترام کیا جاتا ہے تم اتنا تو کر سکتے ہو کہ اخبار فروشوں کو یہ سارا معاملہ سمجھا کر انہیں ہڑتال پر مجبور کر دو۔ آغا صاحب کی یہ بات سن کر میں پریشان ہوگیا میں نے صرف اتنا کہا آغا صاحب یہ کام اتنا آسان نہیں ہے جتنا آپ سمجھ رہے ہیں۔ اخبار فروشوں کی اکثریت نیم خواندہ ہے ان لوگوں کو اس مسئلے کی اہمیت و نزاکت سے آگاہ کرنا مشکل ہی نہیں تقریباً ناممکن ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی تو دیکھئے کہ اگر اخبار فروش ایک دن کی ہڑتال کریں تو ان کی دیہاڑی ضائع ہو جاتی ہے اور دہاڑی دار مزدور کبھی اپنی دیہاڑی ضائع کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا یہ کام وہ اسی صورت میں کرتا ہے جب خود اس کے اپنے مفاد پر زد پڑ رہی ہو اور وہ اپنا مطالبہ منوانے کے سلسلے میں ہڑتال پر مجبور ہو جائے۔ میری یہ باتیں آغا صاحب نے سن تو لیں مگر پھر بھی اصرار کرتے رہے کہ کوشش تو کریں یہ ایک دینی مسئلہ ہے اور نبی کریم کے ناموس اور ختم نبوت سے اس کا تعلق ہے میں آغا صاحب کے جذبات اور احساسات کو بھی سمجھ رہا تھا ان سے زیادہ بحث و مباحثہ بھی اس فضا میں ممکن نہ تھا چنانچہ میں نے کہا اس وقت اخبار مارکیٹ میں مجلس عاملہ کے تمام اراکین کے علاوہ ۶۰۔۷۰ اخبار فروش بھی موجود ہیں بہتر ہوگا کہ آپ خود

آکر انہیں بتائیں کہ ان حالات میں کیا جاسکتا ہے۔ شاید وہ آپ کی بات سمجھ سکیں یہ کہہ کر میں نے فون بند کر دیا اور واپس جا کر یونین کے صدر چودھری رشید احمد کو علیحدہ لے جا کر آغا صاحب کے ساتھ ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کے بارے میں انہیں آگاہ کیا۔ چودھری صاحب بڑے بالغ نظر اور ٹھنڈے دل و دماغ کے آدمی ہیں یہ قصہ سن کر پریشان ہوگئے اور کہنے لگے کہ اس معاملے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے میں نے ان کی بات سے اتفاق کیا کچھ ہی دیر بعد آغا شورش کاشمیری سمیت بعض لیڈران کرام دو کاروں میں سوار ہو کر وہاں پہنچ گئے۔ ان میں مظفر علی شمسی مرحوم، صادق کاشمیری مرحوم، نوابزادہ نصر اللہ خان، مفتی محمد حسین نعیمی اور علامہ محمود احمد رضوی جیسے لوگ شامل تھے۔ گویا مسلمانوں کے تمام مکاتب فکر کی نمائندگی ہوگئی تھی۔

آغا صاحب نے بیٹھتے ہی اول تو اس سرکاری مولوی پر سب و شتم شروع کیا جو مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خلاف اخبارات میں اشتہارات چھپوا رہا تھا۔ پھر انہوں نے حنیف رامے، کوثر نیازی اور بھٹو کو بھی سنائیں مظفر علی شمسی اور آغا صاحب میں دوستی ہونے کے علاوہ خاصی بے تکلفی بھی تھی۔ جب آغا صاحب جوہر خطابت دکھا رہے تھے تو شمسی صاحب نے انہیں ٹوکا اس پر آغا صاحب خود پر قابو نہ رکھ سکے اور انہوں نے شمسی صاحب کو طمانچہ مارتے ہوئے کہا کہ میں ہرگز خاموش نہیں رہ سکتا۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ناموس کا معاملہ ہے اور ختم نبوت کے مسئلے پر کسی سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا جاسکتا اور نہ اس پر سودے بازی کی جاسکتی ہے۔ آغا صاحب کا غضب کچھ دیر بعد سرد پڑا۔ دوسرے اکابرین نے بھی اخبار فروشوں کے سامنے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا مگر میں دیکھ رہا تھا کہ اخبار فروش کچھ سمجھ

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر: ۲۴۵۸۰۳

نہیں پارہے تھے اور نہ مطمئن تھے آخر یہ حضرات مایوس ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے اور آغا صاحب نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا مولوی حبیب اللہ میں یہاں آکر افسردہ ہوا ہوں، میں مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خلاف ناپاک مہم برداشت نہیں کروں گا، اخبارات میں ان کے خلاف جو اشتہارات چھپوائے جا رہے ہیں وہ بند ہونے چاہئیں میں نے کہا آغا صاحب انشاء اللہ یہ اشتہارات بند ہو جائیں گے۔ بعدازاں یہ افراد واپس آگئے۔ حالات واقعی تشویشناک تھی۔ عوام کے تیور بھی خطرناک تھے۔ کسی بھی لمحے گڑبڑ شروع ہو سکتی تھی۔ ان اشتہارات سے اشتعال پھیل رہا تھا۔ میں نے کہنے کو تو آغا صاحب سے وعدہ کر لیا تھا کہ یہ اشتہارات چھپنے بند ہو جائیں گے لیکن اب سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ میں کیا کروں اور کیا نہ کروں۔ چوہدری رشید احمد صاحب سے علیحدگی میں مشورہ میرے ذہن میں دفعتاً ایک تدبیر آئی اگر اس پر عمل کیا جاتا تو اخبارات میں مولانا بنوریؒ کے خلاف چھپنے والے اشتہارات کی اشاعت بند ہو سکتی تھی۔ چوہدری صاحب سے اس تدبیر کا عرض کیا وہ کہنے لگے کہ جب چاہے تو اس پر عمل کرو مگر احتیاط سے کام لینا۔ میں نے کہا آپ فکر نہ کریں یہ معاملہ کسی ہنگامے کے بغیر ہی فرو ہو جائے گا۔ ہم دونوں نے فیصلہ کیا کہ تمام اخبار فروش مارکیٹ سے چلے جائیں کیونکہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا تھا یہ معاملہ کھل جاتا تو سارا کھیل بگڑ جاتا۔ رشید صاحب کے حکم پر جب لوگ وہاں سے چلے گئے۔ اگلے روز صبح پتہ چلا کہ آغا شورش کاشمیری لوہاری کے باہر گرفتار کر لیے گئے اور آغا صاحب کی گرفتاری کوئی معمولی بات نہ تھی لوگوں میں اشتعال اور ہیجان کے جذبات پہلے ہی موجود تھے۔ انکی گرفتاری نے جلتی پر تیل کا کام کیا۔ بہرحال وہ دن خیریت سے گزر گیا رات کو میں نے اپنی تدبیر کے مطابق روزنامہ مشرق کے دفتر میں اس کے ایڈیٹر احسن کلیم صاحب مرحوم کو فون کیا پتہ چلا کہ گھر جا چکے ہیں اس وقت رات کے گیارہ بج چکے تھے۔ اور کلیم صاحب کو تنگ کرنا مناسب نہ تھا مگر میں تو آغا صاحب سے وعدہ کر چکا تھا چنانچہ کلیم صاحب کے گھر ٹیلی فون کیا نیند سے بیدار ہو کر انہوں نے فون سنا انہوں نے پوچھا خیر تو ہے معاملہ کیا ہے؟ میں نے کہا خیر کہاں، اگر آپ اپنے اخبار میں اسی طرح مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے خلاف اشتہار چھاپتے رہے تو بڑی بدمزگی ہوگی عوام کے ساتھ ساتھ اخبار فروشوں میں بھی زبردست بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ رہی ہے کچھ پتہ نہیں کہ کس وقت لوگ آپ کے دفتر پر حملہ کر دیں آپ تو آرام سے سو رہے ہیں اور عوام نے اخبار فروشوں پر غیظ و غضب میں آکر حملہ کر دیا ہے غریب ہاکروں کو مارا پیٹا گیا ہے ساٹھ ستر بائیسکل ٹوٹی پڑی ہیں۔ آٹھ دس ہاکر شدید زخمی حالت میں ہسپتال کے اندر پڑے ہیں۔ عوام اس بات پر ناراض ہیں کہ ایسے اشتہارات جو علماء کے خلاف ہیں اخباروں میں کیوں چھاپے جا رہے ہیں اور ہاکروں کا جرم ہے کہ وہ یہ اخبارات بیچ رہے ہیں۔ میری زبانی یہ باتیں سن کر کلیم صاحب کی نیند اڑ گئی وہ گھبرا کر بولے کہ مولوی صاحب آئیے بتائیے کیا کیا جائے؟ یہ تو واقعی خطرناک صورتحال پیدا ہو گئی ہے۔

میں نے کہا کہ اس کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ آپ مولانا بنوریؒ کے خلاف اپنے اخبار میں اشتہار چھاپنا فوراً بند کر دو۔ یہ سن کر وہ پریشان ہو گئے اور کہنے لگے کہ میرے لیے کیسے ممکن ہے آپ جانتے ہیں مشرق ٹرسٹ کا اخبار ہے اور مولانا بنوریؒ کے خلاف اشتہار اوپر سے بھیجے جا رہے ہیں۔

میں نے عرض کیا آپ اوپر والوں کو فون کریں۔ اسلام آباد میں مولانا کوثر نیازی وغیرہ کو بتائیں کہ لاہور میں لوگوں کے غیظ و غضب کا کیا عالم ہے۔ ہاکروں پر حملے ہو رہے ہیں۔

احسن کلیم نے کہا ٹھیک ہے میں ابھی اسلام آباد فون کرتا ہوں آپ اسی دوران امروز کے ایڈیٹر ہارون سعد صاحب سے بھی بات کریں دیکھیں کیا مشورہ دیتے ہیں۔

میں نے ہارون صاحب کے گھر فون کیا وہ اس وقت جاگ رہے تھے اور مجھے یہ جان کر اطمینان ہوا کہ میں ان کے آرام میں خلل انداز نہیں ہوا ان سے بھی وہی بات کی جو کلیم صاحب سے کی تھی ہاکروں کی خبر ایسی نہ تھی جسے ہارون صاحب نظرانداز کرتے وہ بھی تشویش میں مبتلا ہوئے مگر انہوں نے معاً ایسا سوال داغ دیا جس کا جواب دینے کے لئے میں ہرگز تیار نہ تھا اور نہ مجھے توقع تھی کہ وہ اچانک یہ سوال کر دیں گے ہارون صاحب نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ہاکروں پر حملہ کر دیا ساٹھ ستر سائیکلیں ٹوٹ گئیں آٹھ دس آدمی زخمی ہو کر میو ہسپتال پڑے ہیں۔ آپ کے کہنے کے مطابق یہ واقعہ آج صبح پانچ چھ بجے پیش آیا اس وقت رات کے گیارہ بجے ہیں آخر سارا دن آپ خاموش کیوں رہے؟ اتنا وقت ضائع کر کے اب اطلاع دینے کا کون سا موقع ہے۔

یہاں تک بیان کرنے کے بعد مولوی صاحب دم لینے کے بعد بالآخر بولے کہ میری ایک خامی ہے کہ میں کبھی حاضر جواب نہیں رہا اس لمحے بھی جب ہارون سعد صاحب نے یہ سوال کیا میں اس کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا چنانچہ چند لمحوں کے لئے جیسے گونگا ہو گیا لیکن قدرت کو چونکہ دستگیری منظور تھی اور علام الغیوب اور ذات الصدور جو دلوں اور نیتوں کا احوال جانتی ہے فوراً اس کی طرف سے جواب القا ہو گیا اور اس طرح ہوا کہ میں آج تک حیران ہوں۔

میں نے کہا ہارون صاحب آپ صحیح کہتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہم لوگ لاہور سے باہر تھے اخبار فروشوں کے ایک جلسے میں شرکت کے لئے فیصل آباد گئے ہوئے تھے۔ شام کو واپس آئے تو اس واقعہ کا علم ہوا اور بلا تاخیر آپ سے فون پر رابطہ کر لیا۔

میری اس ”حاضر جوابی“ سے بھی ہارون صاحب کی تشفی نہ ہوئی انہوں نے فوراً ہی دوسرا سوال داغ دیا کہ آپ تو لاہور سے باہر تھے مگر دوسرے اخبار فروش اور ہاکر تو لاہور میں موجود تھے انہوں نے اس سانحے کی خبر ہمیں دفتر میں کیوں نہ دی۔

کسی تاخیر کے بغیر میں نے برجستہ کہا کہ ہارون صاحب آپ بھی کمال کرتے ہیں ایک ہاکر کو یہ جرأت کیسے ہو سکتی ہے کہ وہ آپ کے دفتر کی سیڑھیاں ہی چڑھ سکے۔ یہ بیچارے تو ہمارا انتظار کر رہے تھے۔

مولوی صاحب نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہارون سعد اور مکین احسن کلیم دونوں حضرات چونکہ مجھے خوب جانتے تھے اور انہیں علم تھا کہ میں غلط بیانی نہیں کر سکتا اس لئے انہوں نے میری دی ہوئی اطلاع کو درست مانا اور وعدہ کیا کہ وہ ابھی اسلام آباد فون کر کے مولانا بنوریؒ کے خلاف چھپنے والے اشتہارات بند کرنے کی سفارش کریں گے۔ نتیجہ یہ کہ اگلے روز ٹرسٹ کے اخباروں میں مولانا کے خلاف اشتہار نہیں چھپا قیاس ہے کہ مشرق اور امروز کے ایڈیٹروں نے اسلام آباد مولانا کوثر نیازی کو فون کیا۔ انہیں یہ خبر سنائی کہ لاہور میں عوام نے ہاکروں پر حملہ کر دیا ہے کوثر نیازی صاحب میں اتنی جرأت نہ تھی کہ وہ ان اشتہارات کو بند کرنے کا از خود فیصلہ کرتے لہٰذا انہوں نے بھٹو صاحب کو اطلاع دی بھٹو نے کہا کہ وہ لاہور میں کوئی گڑبڑ نہیں

باقی ص۲۴ پر

مجاہدِ ختم نبوت جناب افتخار احمد کا سانحہ ارتحال

ہزارہ۔ سکندر پور ضلع ہری پور ہزارہ کے مجاہد ختم نبوت جناب افتخار احمد مرحوم کا گذشتہ دنوں انتقال ہوگیا۔ مرحوم شبان ختم نبوت ہری پور کا فعال مجاہد کارکن تھے۔ اللہ رب العزت نے بے شمار خوبیوں سے نوازا تھا۔ جو دینی کام و تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ مرحوم کی جواں سالی میں وفات ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمان جالندھری نے مرحوم کی وفات پر ان کے اعزہ کے نام اپنے تعزیتی پیغام میں گہری ہمدردی کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کے لئے دعائے مغفرت و پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت نصیب فرمائیں۔

قادیانیوں پر بغاوت کے مقدمات قائم کئے جائیں

چنیوٹ ۔ ۴ /اکتوبر ملک میں تخریب کاری، قتل و غارت اور علماء کرام کے قتل جیسے واقعات میں قادیانی گروہ ملوث ہے۔ توہین رسالت کی مرتکب جماعت کے سرکردہ افراد کو حراست میں لے کر قرار واقعی سزا دی جائے۔ ان خیالات کا اظہار متحدہ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کے کل پاکستان اہلحدیث خاتم النبیین کانفرنس کے اجتماع سے شیخ الحدیث مولانا محمد عبداللہ صاحب سرپرست متحدہ جمعیۃ اہلحدیث پاکستان قاری محمد سعید اشرف چنیوٹی، صاحبزادہ حافظ عبدالعلیم صاحب یزدانی، مولانا عبدالرشید صاحب حنیف، مولانا بہادر علی سیف سندری، مولانا محمد فاروق صاحب جھنگوی، مولانا عبدالرشید صاحب راشد ہزاروی ساہیوال کے علاوہ دیگر علماء نے خطاب کرتے ہوئے کیا۔

انہوں نے کہا کہ اگر حکومت قادیانیوں کے خلاف ملکی قوانین کی خلاف ورزی کرنے پر بغاوت کے الزام میں مقدمات درج کرکے انہیں گرفتار کرے تو انہیں چھٹی کا دودھ یاد آجائے گا۔ قادیانی گروہ ملک بھر میں مسلمانوں کے درمیان نفرت اور فرقہ واریت پھیلا کر انہیں آپس میں لڑا رہے ہیں۔ اور زور شور سے اپنی جماعت کا پروپیگنڈہ کر رہے ہیں۔ بلکہ حکومت کی خفیہ ایجنسیاں خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت مسلمانوں کا ایمان ہے ہم اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھیں گے جب تک قادیانیت کو ہمیشہ کے لئے رخصت نہیں کر دیا جاتا۔ انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ پورے ملک میں سیاسی قائدین اور علماء کرام شہید ہورہے ہیں لیکن آج تک کسی بھی قاتل کا سراغ نہیں مل سکا۔ انہوں نے کہا کہ اگر حکومت دیانتداری کے ساتھ علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا حبیب الرحمان یزدانی کے قتل کے ملزموں کو گرفتار کرلیتی تو دہشت گردی کی روک تھام ہوجاتی۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو حساس اداروں اور کلیدی عہدوں سے فوراً علیحدہ کیا جائے انہوں نے مزید کہا کہ ختم نبوت کے غدار اور انگریزوں کے وفادار پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے۔

اخبارِ ختمِ نبوت

پہلی عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس کی روداد.............

قصور (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قصور کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس ریلوے اسٹیشن قصور میں منعقد ہوئی۔ جس کی صدارت مجلس علماء پاکستان کے چیئرمین اور بادشاہی مسجد لاہور کے خطیب حضرت مولانا عبدالقادر آزاد نے کی کانفرنس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کرام نے شرکت کی۔ بریلوی مکتب فکر کرامین الحسنات سید خلیل القادری دیوبندی مکتب فکر کے مولانا عبدالقادر آزاد اہلحدیث کے مولانا مفتی عبدالرشید عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا اللہ وسایا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور مجاہد ختم نبوت جناب محمد متین خالد اور مناظر اسلام حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی نے کانفرنس سے خطاب کیا۔

حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی نے اپنے خطاب میں مرزا قادیانی پوسٹ مارٹم کیا۔ حضرت مولانا اللہ وسایا نے اپنے خطاب میں قادیانیوں کے عقائد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ مرزائی کلمہ طیبہ میں محمد الرسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی کو لیتے ہیں انہوں نے مرزائیوں کی ملک دشمن سرگرمیوں کے متعلق بتایا کہ اس وقت اسرائیل میں کافی قادیانی بیٹھے ہیں انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے الگ کرکے مسلمان افسروں کو تعینات کیا جائے مجاہد ختم نبوت جناب متین خالد نے اپنے خطاب میں ۱۹۵۳ء کی تحریک کے متعلق بتایا کہ اس تحریک میں ۱۰ ہزار مسلمان نوجوان عزت مصطفےٰ کی خاطر قربان ہوگئے آج بھی ہمیں اسی جذبہ کی ضرورت ہے اس موقعہ پر تمام حاضرین نے ہاتھ کھڑے کرکے کہا کہ وہ اس مقصد کے لئے ہر قربانی دینے کے لئے تیار ہیں۔ مولانا مفتی عبدالرشید اور مولانا خلیل احمد قادری نے بھی عقیدہ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر خطاب کیا۔

حضرت مولانا سید عبدالقادر آزاد نے عقیدہ ختم نبوت بتاتے ہوئے کہا کہ اس عقیدے کے بغیر ایمان ختم ہوجاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ عقیدہ ایمان کی بنیاد ہے انہوں نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر بھی روشنی ڈالی انہوں نے علماء کرام سے اپیل کی کہ وہ اپنی صفوں میں اتحاد پیدا کریں اور اس فتنہ کے خلاف سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن جائیں آخر میں انہوں نے دعا کی جس میں اس فتنہ کے خاتمہ اور تحریک ختم نبوت کی کامیابی کے لئے اور امت مسلمہ کی کامیابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کے عہدیداران کا انتخاب

رحیم یار خان دفتر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس کی صدارت ڈسٹرکٹ خطیب مولانا بشیر احمد حصاروی صاحب نے فرمائی۔ اجلاس کے آغاز کے لیے قاری محمد اشرف صاحب نے تلاوت کی۔ افتتاحی تقریر قاری حماد اللہ

شفیق صاحب نے کی۔ مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت رحیم یار خان کی خدمات پر ان کو خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اس کے بعد عہدیداران کا انتخاب ہوا جو کہ درج ذیل ہیں۔

ضلعی امیر ڈسٹرکٹ خطیب مفسر قرآن مولانا بشیر احمد حصاروی صاحب۔ سرپرست اعلیٰ مجاہد ملت شبیر یزدانی علامہ غلام ربانی صاحب۔

نائب ضلعی امیر۔ قاری محمد اکمل صاحب، سٹی امیر قاضی عزیز الرحمن مہتمم جامع مسجد قادریہ۔ نائب امیر قاضی شفیق الرحمن خطیب ڈی سی مسجد۔ ناظم اعلیٰ لیاقت علی خان۔ ناظم نشر و اشاعت حافظ محمد طیب ناظم تبلیغ قاری امداد اللہ صاحب خطیب زرعی کالج اور خازن حاجی مقبول احمد صاحب۔ اختتامی تقریر صدر مدرس جامع مسجد قادریہ صاحبزادہ مولانا سعید احمد سجادہ نشین موسیٰ زئی شریف نے کی۔ مولانا بشیر احمد حصاروی صاحب نے دعا فرمائی۔

چک ۸۷ سرگودھا میں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس

سرگودھا (پ ر) شبان ختم نبوت سرگودھا کے زیر اہتمام چک ۸۷ شمالی میں پچھلے دنوں عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت معروف سیاسی و سماجی عبدالقیوم سیلری نے کی جبکہ مہمان خصوصی جناب مہر امانت ایڈووکیٹ تھے۔

ختم نبوت کانفرنس میں شریک ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے قاری عبدالخالق نے کہا کہ موجودہ حکومت مرزائیوں کی مذموم سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے کیونکہ یہ تخریب پرست لوگ ملک میں تخریبی کارروائیوں میں مصروف ہیں مہمان خصوصی مہر امانت ایڈووکیٹ نے کہا کہ ہم اپنے والدین کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتے، مرنے مارنے پر اتر آتے ہیں مگر جس گستاخ رسول مرزائی قادیانی نے اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے۔ وہ آج بھی مرزائی چھاپ رہے ہیں اور ان گستاخان رسول سے ہم میل ملاپ رکھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ارتداد کی شرعی سزا نافذ کی جائے۔ قاری احمد علی ندیم نے کہا کہ قرآن پاک اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب، مسلمان آخری امت اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ عقیدہ ختم نبوت کا پیغام مسلمانوں کو گھر گھر پہنچانا چاہیے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ اور شبان ختم نبوت کے سرپرست اعلیٰ مولانا طوفانی نے قرارداد کے ذریعہ حکومت سے مطالبہ کیا کہ ملک بھر میں جہاں جہاں دیہاتوں میں قادیانی نمبردار ہیں ان کو تبدیل کر کے مسلمان نمبردار مقرر کئے جائیں۔ قادیانی اپنے مرتد خانوں کی شکل مسلمانوں کی مساجد کی شکل جیسی نہ بنائیں۔ منبر محراب اور مینار مسلمانوں کے شعائر ہیں ان کو اپنی عبادت گاہوں کا طرز علیحدہ بنانا چاہیے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ مسلمانوں کے اس دیرینہ مطالبہ کو پورا کرے۔ فوج اور سول میں اعلیٰ عہدوں پر فائز قادیانیوں کو برطرف کیا جائے۔ امتناع قادیانی آرڈیننس پر سختی سے عمل کرایا جائے اور ملک بھر میں مقدمات میں ملوث قادیانی جن پر مقدمات درج ہیں ان کو گرفتار کیا جائے۔ ضلعی انتظامیہ سرگودھا مرزائی نوازی سے باز رہے اور ان قادیانیوں کے خلاف مقدمات درج کرے جو شعائر اسلام کی توہین کرنے میں مصروف ہیں۔ دعوت و ارشاد چنیوٹ کے سربراہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نے کہا کہ ہماری قادیانیوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصود ان کو صراط مستقیم پر لانا ہے کہ یہ لوگ جھوٹے مدعی نبوت کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں پناہ لے لیں۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی بڑے ڈرپوک ہیں صرف ۳ سال کی سزا سے بچنے کے لیے ملک چھوڑ رہے ہیں اگر مرزائی سچے ہیں تو آئین پاکستان اور امتناع قادیانی آرڈیننس کا مقابلہ کریں۔ انہوں نے کہا کہ علماء کرام اور مسلمانوں نے ۱۹۵۳ء میں اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا۔ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر عقیدۂ ختم نبوت پر آنچ نہ آنے دی۔

اٹک میں ختم نبوت کانفرنس

اٹک (ختم نبوت) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام مرکزی جامع مسجد اٹک شہر میں آٹھویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا عبدالمجید نے اندرون اور بیرون ملک دین وطن کے خلاف قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں اور قادیانیت کے کھلے عام پرچار کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے بیرون ملک قادیانی لٹریچر کی پرچار کرنے پر سخت تشویش کا اظہار کیا ہے بیرون ملک قادیانی لٹریچر کی بڑے پیمانے پر تقسیم اور قادیانیت کو اسلام بنا کر پیش کرنے کی جرأت کرنے کی ذمہ داری حکومت پر عائد کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ربوہ میں کھلے عام لٹریچر شائع کرکے بیرون ملک اسمگل کیا جا رہا ہے۔ حکومت کو توجہ دلانے کے باوجود خاموش تماشائی کا کردار انجام دے رہی ہے اس ضمن میں انہوں نے بیرون ملک سفارت خانوں کی کارکردگی پر بھی سخت تنقید کی انہوں نے بتایا کہ حکومت کی غفلت اور چشم پوشی کی وجہ سے قادیانی بیرون ملک اپنے آپ کو مظلوم ثابت کرکے بڑے پیمانے پر کینیڈا، امریکہ جرمنی کے ویزے حاصل کر رہے ہیں

- - - - - - - - کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا اللہ وسایا صاحب نے قادیانیوں کی سرگرمیوں پر فی الفور پابندی عائد کرنے پر زور دیا اور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو جعلی ویزوں پر بیرون بھیجنے کے اسکینڈل میں ملوث پشاور کے قادیانیوں کے خلاف بغاوت کا پرچہ درج کیا جائے انہوں نے افسر شاہی اور سیاست دانوں کے لادینی رویہ پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان سے اپیل کی کہ گھٹیا مفادات کے حصول کا سلسلہ ختم کرکے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ذرائع اختیار کریں انہوں نے ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ کو لادینیت اور قادیانیت کے فتنوں کا حل قرار دیا۔ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا نور الحق نور نے اندرون ملک دہشت گردی اور تخریب کاری کی ذمہ داری قادیانیوں پر عائد کی اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ بیرون ملک سے آنے والے قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے کیونکہ بیرون ملک تخریب کاری کی تربیت حاصل کرکے اندرون ملک امن امان

بگاڑنے میں قادیانی ملوث ہیں جلسہ سے حافظ محمد صدیق مرزا عبدالعزیز اور رشید سلطان گیلانی نے بھی خطاب کیا۔

جامع مسجد عائشہ مسلم ٹاؤن لاہور میں سیرت کا جلسہ

لاہور (پ۔ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عائشہ مسلم ٹاؤن میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کے موضوع پر ۱۲ ربیع الاول بعد نماز عشاء کے ایک جلسہ منعقد ہوا جس میں ملک کے معروف خطیب قاری عبدالحی عابد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت با سعادت کا مبارک مہینہ عالم اسلام سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ اپنے تمام تر اختلافات کو پس پشت ڈال کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل پیرا ہو جائیں۔

انہوں نے کہا کہ ہماری تمام تر مشکلات کا حل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ پر عمل کرنے میں مضمر ہے معروف کالم نویس اور ادیب مولانا سید الرحمان علوی نے کہا ہے کہ سرور عالم کی سیرت طیبہ صرف سنانے کے لئے ہی نہیں بلکہ اپنانے کے لئے ہے۔ آج ہم اغیار کی تقلید میں آ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے انقلابی پہلوؤں کو بھول چکے ہیں رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی جامع صفات عالیہ و اخلاق حسنہ تھی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کہا کہ سیرت طیبہ کا اہم ترین پہلو عقیدہ ختم نبوت ہے جس کا تحفظ عالم اسلام کا فرض ہے قادیانی پہلے سے جڑ سے اسلام کو ڈسنے کی کوشش میں مصروف ہیں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی امریکہ برطانیہ، اسرائیل اور بھارت کے ایجنٹ ہیں لہٰذا ہمیں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ماہ مقدس میں عہد کرنا چاہئے کہ ہم قادیانیت کے خلاف جہاد جاری رکھیں گے اور ختم نبوت کے محاذ کو کمزور نہیں ہونے دیں گے اجلاس کی نگرانی حافظ عبدالخالق جالندھری نے کی۔

مجلس تحفظ ختم نبوت راوی روڈ لاہور کا قیام

مجلس تحفظ ختم نبوت راوی روڈ کے زیر اہتمام جناب حفیظ الرحمٰن کی زیر صدارت ایک اجلاس میں مجلس تحفظ ختم نبوت راوی روڈ کے عہدیداران کا انتخاب عمل میں لایا گیا جس کا حافظ حفیظ الرحمٰن سرپرست پرنس اعجاز بلوچ صدر، اسحاق ابراہیم بلوچ سینئر نائب صدر محمد اکبر خان بلوچ نائب صدر اوّل محمد اسلام اسلم، نائب صدر دوم حافظ محمد حارث جنرل سیکرٹری امان اللہ خان ایڈیشنل سیکرٹری مقصود انجم جوائنٹ سیکرٹری محمد شاہد فنانس سیکرٹری محسن خان، سیکرٹری اطلاعات، ملک جاوید آفس سیکرٹری مقرر کیا گیا۔ جبکہ مجلس عاملہ کے اراکین کے لئے پرنس حامد، شاہد اسلام، محمد سلیم بلوچ۔ ظہیر الدین بابر محمد سلیم، محمد اسلم بلوچ، محمد اعجاز، محمد مشتاق، محمد اکرم، محمد یامین، ادریس، محمد طارق، مقصود بلوچ، الیاس بلوچ، فیصل بلوچ، مرزا مقصود انقلابی، شہزادہ، خادم، صادق کو چنا گیا

طب وصحت

فالج اور لقوہ

حکیم نذیر احمد شیخ۔ صدر کراچی

آج کل جس طرح امراض قلب عام ہوتے جا رہے ہیں اسی طرح فالج کا مرض بھی بڑھ رہا ہے۔ اور یہ دونوں امراض شریانوں سے تعلق رکھتے ہیں۔ امراض قلب کے مقابلے میں فالج کا مرض زیادہ خطرناک ہے کیونکہ دل کا مریض علاج کے ساتھ چل پھر اور کام وغیرہ کر سکتا ہے جبکہ فالج کا مریض مفلوج ہو کر رہ جاتا ہے۔ بروقت صحیح علاج اور تشخیص نہ ہونے کی وجہ سے کئی پیچیدگیاں پیدا ہو جاتی ہیں ہمارے معاشرے میں عموماً اور تعلیم یافتہ طبقہ میں خصوصاً طبی معلومات کا زیادہ سے زیادہ اہتمام ہونا چاہئے اور لوگوں کو پتہ ہونا چاہئے کہ ایسی اچانک بیماری لگ جانے کی صورت میں فوری طور پر کونسی احتیاطی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں تاکہ مرض آگے نہ بڑھے اور کم سے کم نقصان ہو۔ یہاں یہ امر واضح کرنا ضروری ہے کہ فالج اور لقوے میں فرق بتایا جائے۔ عام طور پر چہرے کے نصف حصے کے مفلوج ہو جانے اور دونوں ہونٹوں میں نمایاں فرق پڑ جانے کو لقوہ کا اثر کہا جاتا ہے اور مریض صحیح طرح سے پھونک اور بول بھی نہیں سکتا۔ لقوے کا اثر اگر زیادہ ہو تو مریض بات کرنے کی کوشش کے باوجود صحیح طور پر لفظوں کی ادائیگی نہیں کر پاتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلسل با پرہیز علاج سے کچھ ہی عرصے میں یہ مرض ٹھیک ہو جاتا ہے اور چہرے پر کوئی خاص نشانی نہیں چھوڑتا۔ عام طور پر لقوہ کے مرض کا خون کے دباؤ پہ کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور یہ مرض خاص طور پر تیز سردی میں یا زیادہ ٹھنڈی جگہ پہ دیر تک رہنے سے ہوتا ہے اور اس کا اثر انسان کے گلا اور عضو یعنی ہاتھ پاؤں پر نہیں پڑتا۔ زیادہ تر بڑی عمر کے لوگوں میں لقوہ ہو جاتا ہے بعض اوقات چھوٹی عمر کے لوگ بھی اس کی زد میں آ جاتے ہیں۔ عورتوں کے مقابلے میں مردوں میں زیادہ ہوتا ہے۔

فالج کا اثر تو ہوتا ہی ہے خون کے زیادہ دباؤ سے فالج کے مرض کی اور وجوہات کے علاوہ ذیابیطس کا ہونا بھی ایک خاص وجہ ہوتی ہے۔ اور اگر دونوں ساتھ

ہیں تو علاج وقت طلب اور پیچیدہ ہو جاتا ہے۔ اگر مریض ٹھیک بھی ہو جائے تو فالج کے دوبارہ ہونے کا اندیشہ پھر بھی رہتا ہے۔ فالج کے مرض ہونے کی بنیادی وجہ دماغ کے ایک حصے کو خون نہ ملنے سے ہے۔ جس طرح دل کے دورے کی بھی یہ وجہ ہوتی ہے کہ دل کو خون نہ ملنے سے دل کا دورہ پڑتا ہے۔ انسانی جسم میں خون کا دورہ ان شریانوں اور رگوں کی وجہ سے ہوتا ہے جو دل سے جسم کے مختلف اعضاء کو خون لے جاتی ہیں نوجوان اور تندرست آدمی کی خون کی نالیاں چوڑی اور کشادہ ہوتی ہیں اور خون کا دورہ آسانی سے رواں دواں رہتا ہے۔ لیکن عمر کے ساتھ ساتھ یا بد پرہیزی کی وجہ سے ان شریانوں میں تنگی آ جاتی ہے اور خون کا دورہ آسانی سے نہیں ہو پاتا۔ نتیجہ کے طور پر دل کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ اس بد پرہیزی میں سر فہرست شراب نوشی اور تمباکو نوشی اور چکنائی کا زیادہ استعمال ہوتا ہے۔ تجربہ میں یہ بات آئی ہے کہ کبھی مریض اپنے کسی عضو میں دوران خون بند ہونے کی کیفیت محسوس کرتا ہے اور پھر خود بخود ٹھیک ہو جاتا ہے۔ کبھی ایک ہاتھ یا پیر میں کمزوری یا سنسناہٹ یا بے حسی محسوس ہوتی ہے یا ہلکا درد بھی بعض اوقات محسوس ہوتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد یہ تکلیف یا احساس ختم ہو جاتا ہے۔ اس کو خاص اہمیت نہیں دی جاتی۔ لیکن وقت گزرنے کے ساتھ مرض میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ حالانکہ علاج کا اصل وقت گزر چکا ہوتا ہے اور اچانک فالج کے حملے کی صورت میں اگر صحیح علاج اور تشخیص نصیب ہو گئی تو بہتر ورنہ اکثر ناسمجھ لوگ تعویذ گنڈے کے چکر میں پڑ کر وقت ضائع کرتے ہیں۔ کچھ حاصل نہ ہونے کی صورت میں پھر علاج کی طرف دوڑتے ہیں۔ اور وہ وقت جو صحیح علاج کا ہوتا ہے اس وقت گزر چکا ہوتا ہے۔ لوگوں میں شعور دلانے کی اشد ضرورت ہے کہ دعا بیشک کرنی کروانی چاہئے لیکن ساتھ ساتھ علاج بھی اتنا ہی اہم اور ضروری ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ خون کے دباؤ اور فالج میں بہت بڑا گہرا تعلق ہے۔ فالج کے نہ ہونے میں خون کے دباؤ کا دخل اس حد تک ہے کہ اگر خون کے دباؤ کو کنٹرول میں رکھا جائے تو کوئی وجہ نہیں کہ فالج کا حملہ ہو۔ اس کے ساتھ سخت سردی اور خاص طور پر جس وقت ہوا میں نمی کا تناسب زیادہ ہوتا ہے اس وقت اپنے آپ کو محفوظ رکھنا چاہئے۔ کوئی بھی مرض آتے وقت دیر نہیں لگتی۔ تندرستی ہزار نعمت ہے اس کی قدر کرنی چاہئے۔ یہ زندگی جو ہم گزار رہے ہیں یہ اللہ پاک کی طرف سے ایک امانت ہے اس کا ہر ایک لمحہ اہم اور قیمتی ہے اور اس کی بھی قدر کرنی چاہئے۔ اپنی تندرستی کو اچھے اور نیک کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔ پتہ نہیں کل خدا نخواستہ آدمی مفلوج ہو کر رہ جائے اور اس وقت کچھ کرنا بھی چاہے تو کچھ بھی نہیں کر سکے۔

فالج کے مرض کی ابتداء سے چند منٹ یا چند گھنٹوں کے بعد مریض کے جسم کا ایک حصہ حرکت کرنا چھوڑ دیتا ہے۔ اور اگر فالج کا حملہ جسم کے سیدھے طرف ہے یا دماغ کے بائیں طرف فالج کا حملہ ہوتا ہے تو بولنے کی قوت بھی جاتی رہتی ہے۔ اور اگر حملہ شدید ہو اور دماغ کے بڑے حصے میں اور دوران خون بند ہو جانے یا زیادہ ہونے کی صورت میں دماغ کی شریان پھٹ جاتی ہے جس سے بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔ ایسی صورت میں مرگی جیسے جھٹکے بھی لگتے ہیں۔ اور یہ نشانی بہت خطرناک ہوتی ہے۔ بر وقت صحیح تشخیص اور موثر علاج ایسے وقت میں بہت ضروری ہے۔ ایسی صورت میں کوئی مہلک پیچیدگی درپیش نہ ہو کر عام حالات میں ہفتہ پندرہ دن میں مرض میں نمایاں کمی آ سکتی ہے۔ سیدھی جانب فالج کے حملے کی صورت میں مریض بولنے سے تو قاصر ہوتا ہے لیکن اشاروں سے اپنا مفہوم بیان کر سکتا ہے۔ فالج کے مرض کے علاج میں ورزش فزیو تھراپی کا بڑا دخل ہے۔ اور اس کے ساتھ مرض کی نوعیت کے اعتبار سے مالش کا تیل بھی بہت کارآمد ہوتا ہے۔ مرض فالج کی کوئی ایک دوا مفید نہیں ہے جس سے فوری طور پر بند دوران خون فوری طور پر جاری ہو جائے۔ صرف اتنا ہے کہ اپنی رہن سہن صفائی اور طب اسلامی کے اصولوں پر اپنی زندگی گزارنے سے بہت ساری چھوٹی موٹی بیماریوں سے نجات مل سکتی ہے۔

ذیابیطس اور فالج کا مرض اگر ساتھ ہے تو ایسی صورت میں پہلی کوشش ذیابیطس کے کنٹرول میں کرنے کی ہونی چاہئے اور خون کا دباؤ ۹۰/۱۵۰ سے بڑھنے نہ دیا جائے اور بغیر کوشش اور توجہ ورزش اور مالش پر کی جائے۔ دوران خون بڑھانے والی دوائیں یا علاج اپنے معالج کے مشورے کے بغیر نہ کیا جائے۔ یہ بھی وہ نقطہ اہم ہے جہاں اکثر لوگ نقصان کھا جاتے ہیں اور اشتہاری اور کسی کے پتہ بتائے ہوئے ایسے معالج کے پاس پہنچ جاتے ہیں جن کا مقصد ہوتا ہی ہے پیسہ بٹورنا اور لوگوں کو دھوکہ دینا۔

فالج کے حملے سے تین دن تک صبح نہار منہ شہد اور تازہ پانی نیم گرم پلانے سے مرض میں کمی ہو جاتی ہے اور علاج میں آسانی ہوتی ہے۔ بلکہ مریض کو پورے دن میں جب بھی پانی کی ضرورت ہو تو شہد خالص ملا ہوا پانی دیا جائے۔ کسی بھی طبی مشورے حاصل کرنے کی ضرورت ہو تو اس رسالے کی معرفت خط لکھ کر (جوابی لفافہ ضروری ہے) معلومات حاصل کی جا سکتی ہے۔ ●●

ہر چیز سے زیادہ

اللہ اور اسکے رسول

صلی اللہ علیہ وسلم

اور

دین کی محبت

از

مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ

اسلام جس طرح ہم کو اللہ و رسول پر ایمان لانے اور نماز، روزہ اور حج و زکوٰۃ ادا کرنے کی تعلیم دیتا ہے اور ایمانداری اور پرہیزگاری اور خوش اخلاقی اور نیک اطوار اختیار کرنے کی ہدایت اور تاکید کرتا ہے اسی طرح اس کی خاص ہدایت اور تعلیم یہ بھی ہے کہ ہم دنیا کی ہر چیز سے زیادہ یہاں تک کہ اپنے ماں باپ اور بیوی بچوں اور جان و مال اور عزت و آبرو سے بھی زیادہ خدا اور اس کے رسول سے اور اس کے مقدس دین سے محبت کریں۔

یعنی اگر کبھی کوئی ایسا نازک اور سخت وقت آئے کہ دین پر قائم رہنے اور اللہ اور رسول کے احکام پر چلنے کی وجہ سے ہمیں جان و مال و عزت و آبرو کا خطرہ ہو تو اس وقت بھی اللہ رسول کو اور دین کو نہ چھوڑیں اور جان و مال یا

عزت و آبرو پر جو کچھ گزرے گزر جانے دیں۔

قرآن و حدیث میں جا بجا فرمایا گیا ہے کہ جو لوگ اسلام کا دعویٰ کریں۔ اور ان کو اللہ رسول کے ساتھ اور ان کے دین کے ساتھ ایسی محبت اور اس درجے کا تعلق نہ ہو، وہ اصلی مسلمان نہیں ہیں، بلکہ وہ اللہ کی طرف سے سخت سزا اور عذاب کے مستحق ہیں۔

سورۃ توبہ میں فرمایا گیا ہے۔

"اے رسول! تم ان لوگوں کو جتلا دو کہ اگر تمہارے ماں باپ، تمہاری اولاد، تمہارے بھائی برادر، تمہاری بیویاں، اور تمہارا کنبہ قبیلہ، اور تمہارے مال و دولت جسے تم نے کمایا ہے اور تمہاری تجارت جس کی کساد بازاری سے ڈرتے ہو اور تمہارے رہنے کے مکانات جو تمہیں پسند ہیں (سو اگر یہ چیزیں) تم کو زیادہ محبوب ہیں۔ اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کے دین کے لئے کوشش کرنے سے تو اللہ کے فیصلے کا انتظار کرو اور یاد رکھو اللہ انہیں ہدایت دیتا ہے نافرمانوں کو" (سورۃ توبہ ۲۴)

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ و رسول کے اور ان کے دین کے مقابلہ میں اپنے ماں باپ یا بیوی بچوں میں، یا مال جائداد سے زیادہ محبت رکھتے ہوں۔ اور جن کو اللہ و رسول کی رضامندی اور دین کی خدمت ترقی سے زیادہ عزیز ان چیزوں کی ہو، وہ اللہ کے سخت نافرمان ہیں، اور اس کے غضب کے مستحق ہیں۔

ایک مشہور اور صحیح حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"ایمان کی مٹھاس اور دین کا ذائقہ اسی شخص کو نصیب ہوگا جس میں تین باتیں جمع ہوں۔ اول یہ کہ اللہ و رسول کی محبت اس کو تمام ماسوا سے زیادہ ہو، دوسرے یہ کہ جس آدمی سے محبت کرے صرف اللہ کے لئے کرے (گویا ذاتی اور حقیقی محبت صرف اللہ ہی سے ہو) اور تیسرے یہ کہ ایمان کے بعد کفر کی طرف لوٹنا اور دین کو چھوڑنا اس کو ایسا ناگوار اور گراں ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا۔"

تو معلوم ہوا کہ اللہ و رسول کے نزدیک اصلی اور سچے مسلمان وہی ہیں جن کو اللہ و رسول کی و دین اسلام کی محبت دنیا کے تمام آدمیوں اور تمام چیزوں سے زیادہ ہو۔ یہاں تک کہ اگر وہ کسی آدمی سے بھی محبت کریں تو اللہ ہی کے لئے کریں اور دین سے ان کو ایسی الفت ہو کہ اس کو چھوڑ کر کفر کا یہ طریقہ اختیار کرنا ان کے لئے اتنا شاق اور ایسا تکلیف دہ ہو جیسا کہ آگ کے الاؤ میں ڈالا جانا۔

ایک اور حدیث میں ہے حضور نے فرمایا:۔

"تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک پورا مومن اور اصلی مسلمان نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کو میری محبت اپنے ماں باپ سے اور اپنی اولاد سے اور دنیا کے سارے آدمیوں سے زیادہ نہ ہو۔"

ایمان دراصل اسی کا نام ہے کہ اللہ و رسول کا آدمی ہو جائے اور اپنے سارے تعلقات و خواہشات کو ان کے تعلق پر اور ان کے دین کی راہ میں قربان کر کے جس طرح کہ صحابہ کرام نے کر دکھایا۔ اور آج بھی اللہ کے سچے اور صادق بندوں کا یہی حال ہے، اگرچہ ان کی تعداد بہت کم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی انہی کے ساتھ اور انہیں میں سے کردے۔

نیکی کیا ہے اور کیا نہیں؟

نیکی یہ نہیں کہ تم نے اپنے چہرے مشرق کی طرف کر لئے یا مغرب کی طرف بلکہ نیکی یہ ہے کہ آدمی اللہ کو اور یوم آخر اور اللہ کی نازل کی ہوئی کتاب اور اس کے پیغمبروں کو دل سے مانے اور اللہ کی محبت میں اپنے دل پسند مال رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے، نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور نیک وہ لوگ ہیں کہ جب عہد کریں تو وفا کریں اور تنگی و مصیبت کے وقت میں اور حق و باطل کی جنگ میں صبر کریں۔ یہ ہیں راست باز لوگ اور یہی لوگ متقی ہیں۔ (البقرہ: ۱۷۷)

بقیہ: پسندیدہ عادتیں

علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ اللہ جل شانہ کے نزدیک وہ عمل زیادہ پسندیدہ ہے جس پر مداومت کی جائے اگرچہ وہ تھوڑا ہو۔

اگر ہمیں اپنے ایمان کی فکر ہے اور ہم اپنی عبادات اپنے اعمال و معاملات اور اپنے اخلاق و عادات کو درست کرنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں چاہیے کہ دوسروں کی اچھی عادتیں اپنائیں، مغرب سے پہلے پہلے اپنے دنیوی اعمال اور کاروبار سے فارغ ہو جائیں۔ مغرب کی نماز با جماعت ادا کریں اور مغرب سے عشاء تک کا وقت دین کے ضروری علم کے سیکھنے، قرآن کریم کی تلاوت، یا ذکر و فکر میں گزاریں۔

اگر قریب کی مسجد میں کوئی اچھا عالم نہیں تو ذرا دور چلے جائیں جہاں کوئی اچھا عالم ہو یا اگر کوئی نیک و صالح شخص قریب رہتا ہو تو اس کی مجلس میں حاضر ہوتے رہیں اور اگر یہ بھی نصیب نہ ہو تو پھر نیک و صالح اور قابل اعتماد علماء کی ان تصنیفات کا مطالعہ کریں جو انہوں نے عام مسلمانوں کی اصلاح کے لئے لکھی ہیں اور ان سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کیلئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ اپنے گھر کے تمام افراد کو بھی جمع کر لیں اور بلند آواز سے پڑھ پڑھ کر ان تمام گھر والوں کو سنائیں اور سمجھائیں تو انشاء اللہ اس کے ثمرات بہت ہی اچھے ہونگے اور روزانہ مغرب اور عشاء کے درمیان یہ سلسلہ جاری رہے تو انسان کو کافی خاصی دینی معلومات حاصل ہو سکتی ہیں۔ اور روحانی غذا کے ذریعہ ایمان کی پختگی اور اعمال و اخلاق کی اصلاح بھی ہو سکتی ہے۔ واللہ ولی التوفیق۔

بقیہ: فیاضی و سخاوت کے نمونے

اور فقرو و تہیدستوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے رہتے تھے۔ اگر ان کے پاس ضرورت سے زیادہ مال جمع ہو جاتا تو گھبرائے اور خوفزدہ رہتے۔ ایک بار حضرموت سے ان کے تجارتی مال میں سے سات لاکھ درہم آگئے۔ پوری رات انتہائی لرزتے اور کانپتے ہوئے گذاری۔ ان کی اہلیہ حضرت ام کلثوم بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہا ان کے پاس آگئیں اور انہیں اس حال میں دیکھا تو دریافت کیا۔ اے ابو محمد! کیا بات ہے! کیا تمہیں مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہے؟ کہا نہیں! تم تو ایک مسلمان کی بہترین بیوی ہو لیکن مجھے اس کی فکر لاحق ہو گئی ہے کہ اس آدمی کا کیا حال ہوگا کہ جو سو تا رہا ہے اور اس کے گھر میں اتنا مال ہو۔ بیوی نے کہا تو اتنی تشویش اور

فکر کیوں ہے؟ تمہارے گھرانے۔ اڑوس پڑوس اور دوستوں بیٹیوں بہت سے ضرورتمند ہیں صبح اٹھ کر ان لوگوں میں تقسیم کر دینا۔ فرمایا غلام پر رحم کرے۔ تم نیک بخت اور نیک بخت شخص کی بیٹی ہو۔ صبح اٹھ کر مہاجرین اور انصار کے محتاجوں اور ضرورتمندوں کو سب دراہم بھجوا دیئے۔ ایک بار ان کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے ان سے مالی امداد طلب کی اور ان سے اپنا کوئی رشتہ بھی بتایا۔ حضرت طلحہ نے کہا کہ اس رشتہ کا تو مجھ سے کسی نے ذکر نہیں کیا۔ میری ایک زمین ہے جس کی قیمت حضرت عثمان بن عفانؓ نے تین لاکھ لگائی ہے۔ اگر تم چاہو تو زمین لے لو اور اگر پسند کرو تو میں وہ زمین حضرت عثمانؓ کو تین لاکھ میں فروخت کر کے تمہیں قیمت دیدوں اس آدمی نے جواب دیا کہ نہیں، مجھے زمین نہیں قیمت ہی چاہئیے۔ آپ نے وہ زمین فروخت کر کے قیمت اس کے حوالے کر دی۔ اسی بنا پر انہیں فیاض اور سخی کا خطاب عطاء ہوا تھا۔

خدا تعالیٰ کی ان پر ہزاروں رحمتیں نازل ہوں۔

بقیہ: بھٹو

دیکھنا چاہتے اس لئے فوڑا مولانا بنوری کے خلاف اشتہار بازی بند کر دی جائے۔ اس قیاس کی تصدیق بعد ازاں "وفاق" کے ایڈیٹر مصطفیٰ صاحب نے بھی اپنے ایک مضمون میں کی۔

یوں میں "آغا شورش" سے کئے گئے وعدے پر پورا اتر سکا۔

آپ سوچتے ہوں گے کہ میں نے یہ وعدہ جھوٹ کی مدد سے پورا کیا مجھے اس کا اقرار ہے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ بڑی برائی کا راستہ روکنا، فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے اور مسلمانوں کی فلاح کے لئے اگر چھوٹی برائی اختیار کر لی جائے تو اس کا جواز بہرحال موجود ہے۔ میں نے بے شک ایک من گھڑت خبر کا سہارا لیا مگر اس میں میرا کوئی ذاتی مفاد شامل نہ تھا غرض صرف اتنی تھی کہ ایک عالم دین کے بارے میں جو کذب و افترا پھیلایا جا رہا تھا اور عامۃ المسلمین کو ان سے بدظن کرنے کی جو تدبیریں کی جا رہی تھیں ان کا خاتمہ کیا جائے میں اپنے اس جھوٹ پر قطعی شرمندہ نہیں ہوں بلکہ مجھے اس پر فخر ہے۔ کوئی مانے یا نہ مانے میرا ضمیر مطمئن ہے میں سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے میں جہاں اکابر علماء مشائخ عظام اور لیڈروں کی مساعی شامل ہیں وہاں مجھ عاجز کی یہ حقیر سی سعی بھی ایک خاص درجہ رکھتی ہے ورنہ بھٹو صاحب قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے پر تیار نہ تھے بھٹو نے ان دنوں مرزائیوں سے خفیہ مراسم

ہاں جن کا ثبوت یہ ہے کہ مرزائیوں کا رسالہ الفضل جو کئی برسوں سے بند پڑا تھا بے نظیر کے وزیر اعظم بنتے ہی دوبارہ جاری ہو گیا۔

(روزنامہ "پاکستان")

بقیہ: دین کی محبت

کروا د تمہاری دعائیں بھی اس وقت نہ سنی جائیں۔"

اس زمانہ کے بعض خدا رسیدہ اور روشن دل بزرگوں کا خیال ہے کہ مسلمانوں پر ایک عرصہ سے جو مصیبتیں اور ذلتیں آ رہی ہیں اور جن پریشانیوں میں وہ مبتلا ہیں جو ہزاروں دعاؤں اور ختموں اور وظیفوں کے باوجود نہیں ٹل رہی ہیں اس کا بڑا سبب یہی ہے۔ کہ ہم دین کی خدمت و دعوت اور لوگوں کی اصلاح و ہدایت کے کام کو چھوڑے ہوئے ہیں جس کے لیے ہم پیدا کیے گئے تھے اور ختم نبوت کے بعد جس کے ہم پورے پورے ذمہ دار بنائے گئے تھے اور دنیا کا بھی ایسا ہی قانون ہے کہ سپاہی اپنی خاص ڈیوٹی ادا نہ کرے اس کو معطل کر دیا جاتا ہے۔ اور بادشاہ جو سزا اس کے لیے مناسب سمجھتا ہے، دیتا ہے۔ لہٰذا آئندہ کے لیے اس فرض اور اس ڈیوٹی کو انجام دینے کا ہم سب عہد کریں اللہ تعالیٰ ہمارا مددگار ہو اس کا وعدہ ہے۔

"ولینصرن اللہ من ینصرہ"

(اللہ ان لوگوں کی ضرور مدد کرے گا جو اس کے دین کی مدد کریں گے)

بقیہ: انصاف بنیادی پیغام

نے کہا "میرا سامان بغداد پہنچا دو۔"

"کیا جناب! منصب عدالت چھوڑنا چاہتے ہیں؟"

"ہم نے یہ منصب ان سے مانگا نہیں تھا" انہوں نے یہ کام خود ہمارے سپرد کیا تھا اور ہمیں ضمانت دی تھی کہ عدالت کے کام میں مداخلت نہیں کریں گے"

امیر کو خبر ملی کہ قاضی صاحب نے استعفیٰ دے دیا ہے اور بغداد جا رہے ہیں تو بڑا گھبرایا۔

انہوں نے خلیفہ کو مظلوم خاتون کی داستان سنا دی تو کیا ہو گا۔؟ فوراً باڈی گارڈ ساتھ لیا اور قاضی صاحب کو جا

میں جا ملا۔ اور لگا منت سماجت کرنے۔

"ابو عبداللہ دیکھئے نا آپ نے میرے آدمی قید میں ڈال دئے"

"ہاں میں نے قید و بند میں ڈال دیا۔ وہ میرے پاس ظالم کا پیغام لے کر آئے تھے جس نے ایک عورت پر ظلم کیا تھا"

آپ واپس چلئے اور اپنے فرائض انجام دیجئے! میں عہد کرتا ہوں جیسا آپ چاہیں گے ویسا ہی کروں گا"

نہیں جب تک وہ سب لوگ جیل نہیں چلے جاتے میں ہرگز واپس نہیں جاؤں گا۔ قیدیوں کو فوراً قید خانے بھیجو! ورنہ میں امیر المومنین مہدی کے دربار میں جاؤں گا اور جو بوجھ انہوں نے میرے کندھوں پر لاد رکھا ہے وہ اتار کر ان کے قدموں میں رکھ دوں گا۔

امیر موسیٰ کے لئے سر تسلیم خم کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ان سب لوگوں کو جیل بھجوا دیا جنہیں قاضی صاحب نے قید کیا تھا۔

اب قاضی صاحب نے معاونین سے کہا امیر کی سواری کی لگام پکڑو اور میری عدالت میں حاضر کرو۔ حکم کی تعمیل ہوئی۔ امیر، عدالت میں حاضر ہوئے۔ قاضی شریک نے مظلوم عورت کے ساتھ کھڑا کیا اور کہا۔

"بی بی" فریق ثانی حاضر ہے جو کہنا ہو کہو۔"

"لیکن سب سے پہلے آپ ان لوگوں کو رہا کر دیں میں حاضر ہو چکا ہوں۔ امیر موسیٰ نے کہا۔

"ہاں اب انہیں رہا کر دیا جائے گا قاضی صاحب نے کہا اور پھر امیر سے پوچھا اس عورت نے جو دعویٰ کیا ہے آپ کے متعلق کیا خیال ہے۔

"یہ صحیح کہتی ہے"

جو مال آپ نے لیا ہے اسے واپس کر دیجئے اور جو دیوار گرائی تھی ویسی ہی نئی دیوار فوراً بنوا دیجئے۔

"حکم کی تعمیل ہو گی۔"

"بی بی کوئی شکایت تو باقی نہیں رہی۔" قاضی صاحب نے پوچھا۔

"نہیں اللہ! آپ کی جان و مال میں برکت دے اور آپ کو جزائے خیر دے یہ کہہ کر عورت چلی گئی اور اسلامی عدل کی تاریخ میں ایک اور روشن ورق کا اضافہ ہو گیا۔